اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

سینتیسواں ریکوزیشنڈ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 19 رمئی 2021ء بروز بدھ بمطابق 6 شوال المکرّم 1442 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	3
2	چیئرمینوں کے پینل کا اعلان۔	4
3	دُعائے مغفرت۔	4
4	رخصت کی درخواستیں۔	4
5	i۔ بلوچستان کے آئندہ بجٹ سے قبل پری بجٹ پر بحث۔	6
	ii۔ بلوچستان میں ترقیاتی عمل میں نمود و نمائش پر بحث۔	
	iii۔ کورونا وباء اور اس سے نمٹنے کی حکمت عملی اور کورونا کی آڑ میں وسائل کے بے دریغ استعمال پر بحث۔	
	iv۔ صوبہ میں امن وامان، ظلم و بے انصافی اور جمہوری اقدار کی پامالی پر بحث۔	
6	مشترکہ مذمتی قرارداد منجانب جناب ثناءاللہ بلوچ۔	8
7	اجلاس برخاست کرنے کے حوالے سے اسپیکر کا حکم نامہ۔	76

جلد 37 ☆☆☆ شمارہ 1

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔ سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 19رمئی 2021ء بروزبدھ بمطابق 6شوال المکرّم 1442ہجری، بوقت شام 5:00 بجے زیرصدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَایَتَّخِذِالۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ج وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَلَیۡسَ مِنَ اللّٰہِ

فِیۡ شَیۡءٍ اِلَّآ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡھُمۡ تُقٰئۃً ط وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ط وَاِلَی اللّٰہِ الۡمَصِیۡرُ ۲۸

قُلۡ اِنۡ تُخۡفُوۡامَافِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ اَوۡ تُبۡدُوۡہُ یَعۡلَمۡہُ اللّٰہُ ط وَیَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۲۹

﴿پارہ نمبر ۳ سُوۡرَۃُ آل عمران آیات نمبر ۲۸ اور ۲۹﴾

ترجمہ: نہ بناویں مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اس کو اللہ سے کوئی تعلق مگر اس حالت میں کہ کرنا چاہو تم اُن سے بچاؤ اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے سے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ تُو کہہ اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات یا اُسے ظاہر کروگے جانتا ہے اُس کو اللہ اور اُس کو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔میں قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت ذیل اراکین اسمبلی کورواں اجلاس کے لئے پینل آف چیئر مین کے لئے نامزد کرتا ہوں۔

1۔ جناب قادر علی نائل۔ 2۔ جناب گہرام بگٹی۔

3۔ جناب نصراللہ خان زیرے۔ 4۔ میر یونس عزیز زہری۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! محترمہ بیگم نسیم ولی خان صاحبہ انتقال کرگئی ہیں اُن کے لئے فاتحہ خوانی ہوجائے اور دوسرا نوجوان فیضان جتک ،جس کو پولیس نے مارا اُس کے لئے فاتحہ خوانی ہوجائے۔باقی جتنے بھی یہاں اِس دوران معززین فوت ہو چکے ہیں اُن کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔اور اسرائیلی بربریت اور اُس کے نتیجے میں شہداء کی مغفرت کے لئے فاتحہ خوانی کرائی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مولوی صاحب دعائے مغفرت پڑھی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب ثناء اللہ زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار یار محمد رند صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت

کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر ضیاء اللہ لانگو صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد عارف محمد حسنی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہینگے،

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک نعیم بازئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب محمد مبین خان خلجی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ماہ جبین شیران صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ شاہینہ کاکڑ صاحبہ نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور

کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ملک سکندر صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائدحزب اختلاف): شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ایک مَیں گزارش کروں کہ ایک قرارداد ہم نے پہلے ہی سے جمع کی ہے مذمتی قرارداد ہے فلسطین کے بارے میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! وہ ایجنڈا کا حصہ ہے اُس پر ہم آ رہے ہیں۔

قائدحزب اختلاف: اِس لئے میں عرض کرتا ہوں چونکہ آپ کی اجازت درکار ہے آپ اجازت دیں گے تو آخر میں اُس کو قرارداد کی حیثیت سے اُس پر بحث ہوگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں وہ تو آج کے ایجنڈا میں add ہے۔

قائدحزب اختلاف: مجھے جو دیا گیا ہے اُسمیں نہیں ہے۔اگر ہے تو اچھی بات ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چونکہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کا یہ اجلاس حزب اختلاف کے معزز اراکین اسمبلی کی درخواست پر طلب کیا گیا ہے، اور حزب اختلاف کی جانب سے موصول درخواست میں ذیل اہم عوامی نوعیت کے مسائل کو زیر بحث لایا جائے گا:

i۔ بلوچستان کے آئندہ بجٹ سے قبل پری بجٹ بحث۔

ii۔ بلوچستان میں ترقیاتی عمل میں نمود و نمائش پر بحث۔

iii۔ کورونا وباء اور اس سے نمٹنے کی حکمت عملی اور کورونا کی آڑ میں وسائل کے بے دریغ استعمال پر بحث۔

iv۔ صوبہ میں امن وامان، ظلم و بے انصافی اور جمہوری اقدار کی پامالی پر بحث۔

v۔ ان کے علاوہ اسرائیل فوج کی فلسطین کے مسلمانوں پر جاری بربریت کی بابت میر ضیاء لانگو، محترمہ بشریٰ رند صاحبہ، ملک سکندر خان ایڈووکیٹ، جناب ثناء اللہ بلوچ اور جناب نصراللہ خان زیرے کی جانب سے مذمتی قراردادیں اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہوئی ہیں۔ چونکہ آج کے ایجنڈا میں صرف اپوزیشن کی طرف سے دیئے گئے مذکورہ نقاط شامل کیئے گئے ہیں۔ اگر محرکین میں سے کوئی ایک محرک اپنی مذمتی قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں تو باقاعدہ تحریک کے ذریعے ہاؤس سے اجازت لیکر پیش کرے۔

قائدحزب اختلاف: شکریہ جناب اسپیکر! آپ نے بڑی مہربانی کی اور قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی تو

مَیں ثناء صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ قرارداد آپ پیش کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لہٰذا محرکین میں سے کوئی ایک محرک مذمتی قرارداد پیش کرنے کی بابت تحریک پیش کرے۔ میڈم بشریٰ رند صاحبہ نے بھی قرارداد جمع کی ہے پہلی درخواست میرے خیال سے اُن کی اور میر ضیاء کی آئی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! مَیں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں پوائنٹ آف آرڈر تو بعد ہوگا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! چیئر نے ایک رولنگ دی تھی کہ جب اجلاس ہوگا اجلاس کے پہلے دن اور last دن لازمی چیف سیکرٹری اور آئی جی پولیس کو گیلری میں ہونا چاہیے، یہ رولنگ پاس ہوئی ہے آپ کی good Chair سے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ نہ آئی جی صاحب ہیں نہ چیف سیکرٹری صاحب، دو تین سیکرٹری صاحبان موجود ہیں۔ مہربانی کر کے آج آپ کے اس مقدس ایوان کی عزت اور وقار کا مسئلہ ہے آپ رولنگ دیدیں وہ یہاں حاضر ہو جائیں۔ ہم جب باتیں کرینگے وزیر داخلہ صاحب بھی نہیں ہیں وزیر اعلیٰ بھی نہیں ہیں، گیلری بھی خالی پڑی ہوئی ہے، ہم کس سے باتیں کریں؟ یہ تمام موضوعات جتنے بھی ابھی میں یا میرے دوست پیش کرینگے یا ہم بولیں گے تو kindly آپ رولنگ دیدیں کہ وہ ہاؤس میں آجائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! ہم بیٹھے ہوئے ہیں آپ کو سننے کیلئے آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد پہلے میڈم کی طرف سے موصول ہوئی ہے تو پھر کون پیش کریگا؟

محترمہ بشریٰ رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات): ثناء! آپ پیش کرلیں پھر اس پر بحث میں ہم سب حصہ لے لیں گے میرے خیال سے کہ اگر اس کو مشترکہ قرارداد کر دیں اپوزیشن کو بھی اعتراض نہیں ہوگا تو سب ملکر پیش کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ تو ہے جی بس آپ سب کی طرف سے درخواست موصول ہوئی ہے، جی ثناء بلوچ صاحب! تحریک پیش کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میں رکن اسمبلی قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ ذیل مذمتی قرارداد کو پیش کرنے کے لئے قاعدہ نمبر 225 کے تحت قاعدہ نمبر (2)103 کے لوازمات کو معطل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا محرکین میں سے کوئی

ایک محرک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کرے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! ہرگاہ کہ یہ ایوان مورخہ 8 مئی 2021ء بمطابق 26 رمضان المبارک اور ستائیسویں رمضان کی بابرکت شب کو نماز کی ادائیگی کے دوران بیت المقدس میں نہتے فلسطینی مسلمانوں کو وحشیانہ درندگی کا نشانہ بنانے پر گہرے رنج وغم اور شدید الفاظ میں اس کی مذمت کرتا ہے۔ اور یہ کہ اسرائیلی فوج نے نہ صرف بیت المقدس کی حرمت اور تقدس کو پامال کیا ہے بلکہ معصوم بیگناہ نمازیوں پر گولیاں برسائیں جن میں سینکڑوں معصوم اور بیگناہ خواتین اور بچوں کو بھی شہید اور ہزاروں فلسطینی مسلمانوں کو زخمی کیا گیا۔ اسرائیلی ظالم فوج نے اس ظلم عظیم پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ 10 مئی 2021ء سے مسلسل غزہ اور اسکے مضافات میں مسلمانوں پر میزائل اور بم برسائے جارہے ہیں اور مقامی رہائشی مکانوں کو جان بوجھ کر تہس نہس کیا گیا ہے۔ اسرائیلی ظالم فوج اور ان کے حکمرانوں کے سفاکانہ اقدام کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اس قسم کے ظالمانہ اقدام سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں شدید غم وغصہ پایا جارہا ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ اسرائیلی فوج کا فلسطین کے معصوم اور نہتے مسلمانوں پر وحشیانہ ظلم اور درندگی ختم کرانے اور فلسطین کے مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے سفارتی سطح پر فوری طور یہ معاملہ او آئی سی، انسانی حقوق کی تنظیموں اور اقوام متحدہ میں اُٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ فلسطین اور کشمیر کے مسلمانوں پر جاری ظلم و بربریت کا خاتمہ ممکن ہوسکے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔ جی میڈم! آپ start کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: شکریہ جناب اسپیکر۔

اپنے چہرے سے جو ظاہر ہے چھپائیں کیسے۔
تیری مرضی کے مطابق نظر آئیں کیسے۔
گھر سجانے کا تصور تو بہت بعد کی بات ہے۔
پہلے یہ طے ہو کہ اس گھر کو بچائیں کیسے۔
لاکھوں تلواریں بڑی آتی ہیں گردن کی طرف۔
سر جھکانے نہیں آتا تو جھکائیں کیسے۔

کہ کہاں آنکھ کا برتاؤ بدل دیتا ہے۔
ہنسنے والے تجھے آنسو نظر آئیں تو آئیں کیسے۔
پُھول سے رنگ جدا ہونا کوئی کھیل نہیں۔
اپنی مٹی سے کوئی کہیں چھوڑ کے جائیں کیسے۔

جناب اسپیکر! فلسطین کے جو حالات ہیں اُس پر مَیں نے یہ چند اشعار کہے۔ میرا خیال ہے کہ آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں جب ہم فلسطین کی صورتحال پر discuss کرنا چاہتے ہیں یا کرتے ہیں۔ ستائیسویں رمضان جیسی مبارک رات پر جو کچھ فلسطین میں ہوا میرا خیال ہے کوئی الفاظ ہی نہیں ملتے جن سے ہم مذمت کریں۔ ہمارے Fifty Seven Muslim States ہیں اور یہ ایک چھوٹا سا اسرائیل، چھوٹا سا میں تو کہتی ہوں جتنا آپ کا ایک خطہ مستونگ ہوگا اِتنا میں اس کو کہونگی کہ اس کی یہ حیثیت ہے۔ لیکن کیا وہ اتنی حاوی ہوگیا ہے کہ ہم Fifty Seven Muslim States ملکر اس کو کوئی منہ توڑ جواب نہیں دے سکتے؟ جو ظلم وہاں کے بچوں پر، عورتوں پر اور مردوں پر ہو رہا ہے اس وقت اور جنگ کے بھی چند اصول ہوتے ہیں ان اصولوں کو بالکل روند کر اور جو ظلم ان کے ساتھ ہو رہا ہے تو UN تو میرے خیال میں ایک ٹوپی ڈرامہ ہے جو کبھی مسلمانوں کی کسی بھی چیز کو نہیں دیکھتا ہے نہ ہی سنتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے گونگے بہرے ہو جاتے ہیں، چاہے وہ کشمیر کا ایشو تھا یا اب فلسطین کا ایشو ہے۔ ایک ارب 80 کروڑ مسلمان ہیں پوری دنیا میں اور پانچ کروڑ ٹوٹل آپ کے اسرائیلی ہیں۔ تو ایسے کیا حالات ہیں جو آج مسلمان اتنے کمزور ہو گئے ہیں وہ اتنی تھوڑی سی تعداد کے کافروں سے ڈر کر ایک side پر ہو گئے ہیں۔ صرف بات یہ ہے کہ ہم سب کو یکجہتی اور اتفاق کی ضرورت ہے آپس میں ملکر اس کو ایک بہت منہ توڑ جواب کی ضرورت ہے کہ اب ہمارے بازوؤں میں اتنا دم نہیں کہ ہم کافروں کو جھکا سکیں ان کو ان کے اصل اوقات دکھا سکیں۔ کل میں ٹی وی پر دیکھ رہی تھی کہ ان کے یوتھ کے لڑکوں نے کچھ پلے کارڈز اٹھائے ہوئے تھے اُن پر لکھا ہوا تھا۔ .Khyber was the last Fateh of the Muslims تو وہ بھی وہ فتح تھی جو نبی کریم ﷺ نے خود اس میں حصہ لیا۔ اور اس میں جب حضرت علیؓ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی تو حضرت محمد ﷺ وہ دروازہ جو خیبر کا تھا اس کو ڈھال بنا کے جنگ کے دوران پکڑا اور اس میں ان کو فتح نصیب ہوئی۔ اس کے بعد چالیس افراد ملکر بھی وہ دروازہ نہیں اٹھا سکے وہ اتنا وزنی دروازہ تھا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت ان کی اتنی قوت تھی کہ اس heavy دروازے کو بھی ہمارے نبی ﷺ نے اٹھا لیا اور آج ہم twenty first سنچری میں ہیں سوشل میڈیا کے دور میں ہیں تو آج ہم لوگ کچھ نہیں کر پا رہے ہیں آج ہم اس کو کسی طرح کا جواب نہیں

دے پا رہے ہیں۔ وہ آج ہمیں چیلنج کر رہے ہیں کہ ان کے دلوں میں یہ زخم ہمیشہ سے تھا کہ مسلمانوں نے ہمیں شکست دی تھی خیبر میں اور آپ یہ دیکھیں ایک اور افسوس کی بات یہ ہے کہ جتنے بھی نوبل ایوارڈ ز ملتے ہیں، وہ سارے اسرائیلیوں کو ملتے ہیں دنیا میں ٹوٹل تین مسلمانوں کو ملا ہے۔ یہاں جا کر کے افسوس ہوتا ہے کہ کس طرح کی گیم کھیلی جارہی ہے اور مسلمانوں کو کس طرح ختم کیا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ سرزمین ہمارے لئے اور اہم کیوں ہے کیونکہ یہاں ہمارے بہت سارے پیغمبرؑ آئے جن میں چند کے نام لوں گی۔ حضرت ابراھیم علیہ السلامؑ، حضرت یحیٰؑ علیہ السلامؑ، حضرت ذکریا علیہ السلامؑ، حضرت داوٗد علیہ السلامؑ، حضرت یونسؑ علیہ السلام یہ تمام پیغمبرؑ جو تھے اس سرزمین پر آئے تھے اور یہ وہ سرزمین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بہت پسند کیا ہے اور اس کے لئے ہمیشہ خیر و برکت کی بات کی ہے۔ مکہ اور مدینہ کے بعد اگر کسی بھی سرزمین کو اہمیت دی گئی ہے تو وہ یہ سرزمین ہے جہاں مسجد اقصیٰ ہے۔ اگر دیکھا جائے ہر مسلمان کے sentiments اُس سے جڑے ہوئے ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی یہاں اس ہال میں جتنے بھی لوگ بیٹھے ہیں کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اس واقعے سے خوش ہوگا ہر بندہ اپنے دل ہی دل میں بہت ہی اُداس اور تکلیف محسوس کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ ہمیں عید تک کا پتہ نہیں چلا کہ عید کیا تھی۔ کیونکہ جہاں ہم وہ چیزیں جو ٹی وی پر سوشل میڈیا پر دیکھ رہے تھے وہ ہمیں یہ محسوس ہو رہا تھا ہمارے بچوں کے ساتھ ہو رہا ہے اور ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ اور جب تک ہم سب وہ جذبہ دوبارہ زندہ نہیں کرینگے جو ہمارا مدینہ میں جذبہ تھا۔ جب مکہ فتح ہوا وہ جذبہ اگر ہمارا دوبارہ زندہ نہیں ہوا تو آپ کو میں بتادوں۔ آج اس ہال میں کہ خدا کی قسم ایک ایک کر کے ہم تمام مسلم ممالک ان کے ٹارگٹ بنتے جائینگے اور اس کے برعکس مسلمانوں کا یہ نام و نشان مٹا دینگے۔ تو اس فورم سے میری یہی گزارش ہے کہ میری آواز جہاں تک جاتی ہے اور جس جس کو نے تک جاتی ہے تو ہم مسلمانوں کو یکجہتی کی ضرورت ہے آنکھیں دکھانے کی ضرورت ہے۔ اگر آج بھی دو چار ممالک کھڑے ہو جائیں کہ اگر یہ گولہ باری اور بمباری بند نہیں کی گئی تو ہم آپ پر attack کرینگے۔ میں تو کہتی ہوں راتوں رات بند کرینگے۔ تو میری طرف سے یہ پُرزور اپیل ہے کہ جتنے بھی Muslim States ہیں Fifty Seven States خاص طور پر Arab-States، یہ They have to opend their eyes. یہ ہولوکاسٹ نہیں ہے تو کیا ہے جو یہ بات کرتے تھے کہ ہمارے سامنے ہولوکاسٹ کی بات نہ کریں یہ وہی ہے آپ بھی تو وہی کر رہے ہیں آپ تو جہاں انسانوں کی آبادی ہے وہاں بمباری کر رہے ہیں تو آپ کے اوپر کوئی لاگو نہیں ہوتا کہ جنگ بندی کا بلکہ یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ اپنے حق کے لئے صحیح لڑ رہے ہیں تو اِس پر میں کہتی ہوں ہم سب کو اگر دھرنوں میں نکلنا پڑے، روڈوں پر نکلنا پڑے تو میرے خیال میں مَیں سب سے

آ گئے ہوں گی، thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میڈم جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ قرارداد آپ کے سامنے ہے۔ فلسطین، اسرائیل، یا فلسطینی عرب عوام کی سرزمین یقیناً جس طرح کہا گیا کہ یروشلم یا مسجد اقصیٰ، بیت المقدس یہ ایک، دو مذاہب کی مقدس جگہ نہیں جناب اسپیکر! کئی مذاہب کی یہ ایک مقدس جگہ ہے۔ جب سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ ہوتا ہے جناب اسپیکر! اُس کے بعد برطانوی سامراج فلسطین عرب عوام کی سرزمین پر وہ قابض ہوتے ہیں۔ 1922ء سے لے کر 1948ء تک اِن سالوں کے دوران یورپ بالخصوص برطانیہ، فرانس انہوں نے ایک خاص منصوبے کے تحت یہودی آبادکاری کو فلسطین میں عرب کی سرزمین پر شروع کی۔ اور پھر جب 1948ء میں برطانوی فوج جیسے ہی وہاں سے نکلی تو یکایک یہودی ریاست صیہونیت کا اعلان کیا گیا اور جناب اسپیکر! ہم دیکھ رہے ہیں تاریخ میں کہ 1948ء کی عرب اسرائیل یا مصر شام، لبنان، اُردن ان کی لڑائیاں شروع ہوئیں۔ اور پھر جناب اسپیکر! جب عرب نیشنل ازم کے ہیرو اور ہم سب کے ہیرو جمال عبدالناصر نے 1956ء میں جب مصر میں اقتدار سنبھالا تو اُس نے عرب نیشنل ازم اُبھاری اُنہوں نے شام، مصر اور دیگر ممالک سے مل کر کے وہاں یہودی صیہونیت کے خلاف حکمتِ عملی strategy position لی۔ اس دوران جناب اسپیکر! 1967ء میں آپ نے دیکھا 5 جون سے لے کر کے 10 جون تک لڑائی لڑی گئی۔ اس دوران شام کی جو جولان کی پہاڑیاں ہیں اس پر صیہونیت نے قبضہ کیا صحرائے سینا پر اور باقی علاقوں پر انہوں نے قبضہ کیا اور جناب اسپیکر! اس دوران مصر کے علاوہ ایک شاید دو ممالک نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اس کے خلاف لڑائی لڑی۔ لیکن باقی عرب دنیا بالخصوص میں سعودی عرب کی بات کروں گا اس کے شاہی خاندان نے اس طرح فلسطینی عرب عوام کا ساتھ نہیں دیا۔ عرب امارات نے ساتھ نہیں دیا باقی مسلمان ممالک نے ساتھ نہیں دیا اور آپ نے دیکھا کہ وہ فلسطین عرب سرزمین جو 1947ء میں 100% سرزمین فلسطینی عرب عوام کے پاس تھی، وہ قبضہ کر کے آج محض 20% زمین بھی فلسطینی عوام کے پاس نہیں رہی۔ اِتنی اُنہوں نے آبادکاریاں شروع کیں۔ اِس دوران 1956ء کی لڑائی، 1967ء کی لڑائی اور 1973ء اور پھر جا کر کے جب 1970ء میں جمال عبدالناصر فوت ہوتے ہیں اور انور سادات، مصر کا صدر بن جاتا ہے تو انہوں نے جا کر کے کیمپ ڈیوڈ امریکہ میں معاہدہ کیا اور اسرائیل کے ساتھ معاہدہ کیا جس کی پاداش میں انہیں عرب لیگ سے نکالا گیا۔ جناب اسپیکر! یہ سرزمین یقیناً فلسطینی عوام کی ہے جس میں ایک صیہونیت کا ناسور آیا۔ یقیناً ہم مذہبی اور نژادی حوالے

بات نہیں کریں گے۔ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں فلسطین کے عوام کی سرزمین کو چھینا گیا اور یہ صیہونیت کا جو فلسفہ ہے انہوں نے وہاں لاگو کیا کہ ہم سب سے اعلیٰ ہیں ہماری نسل سب سے اعلیٰ ہے صیہونیت کا فلسفہ ہے۔اور باقی لوگ ہم سے کمتر ہیں۔انہوں نے فلسطینی عوام کو نکالا۔ ہزاروں نہیں لاکھوں فلسطینی عوام مہاجرت پر مجبور ہوئے اور ہمارے جنرل ضیاء کی قیادت میں اس آمر کی قیادت میں آپ کو پتہ ہے جب وہ بریگیڈیئر تھا۔ ہزاروں فلسطینی عوام کی شہادت سے ان کے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں جنرل ضیاء کے۔جناب اسپیکر! یہ ایسی ایک تاریخ ہے غریب اور مظلوم اور محکوم فلسطینی عوام کی۔جناب اسپیکر! اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے عرب دنیا کے 22 ممالک کے حکمرانوں کی میں بات کروں گا میں اسلامی ممالک جو 57 ہیں،جس میں ہم بھی شامل ہیں ہم ایٹمی پاور بھی ہیں ہماری حکمت عملی صحیح نہیں رہی۔تاریخ میں اگر آپ دیکھیں۔ہمارے ان ممالک نے ہمیشہ امریکہ برطانیہ ان کے ساتھ یا اور جو امن کیمپ تھا اس کے مخالف کھڑے ہوئے جس کی پاداش میں آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ محض 50 لاکھ،محترمہ نے غلط فگر پیش کیا جو اسرائیلی ریاست ہے صیہونیت اس کی آج زیادہ سے زیادہ پاپولیشن محض 50 لاکھ ہے اور اس کے مقابلے میں عرب دنیا کی پاپولیشن اس وقت 50 کروڑ کے قریب پہنچ رہی ہے اور آپ اگر مسلم دنیا کی آبادی لے لیں۔یہ ایک ارب سے ڈیڑھ ارب تک یہ آبادی ہے یہ کیوں اس طرح ہو رہا ہے اس میں بنیادی وجہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ تھوڑا مختصر کرلیں اور معزز اراکین نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: تو بنیادی وجہ یہ حکمتِ عملی کی ہے کہ ہمارے ان حکمرانوں نے سامراج اور استعمار کا ساتھ دیا اور امن کیمپ کے خلاف کھڑے رہے جس کی پاداش میں آج جناب اسپیکر! جس طرح قرارداد میں کہا گیا ہے کہ 27 رمضان المبارک کو اس نے بیت المقدس جو مسلمانوں کا پہلا کعبہ ہے جس پر تمام انبیاءؑ نے وہاں سجدہ کیا ہے جہاں حضرت محمد ﷺ نے تمام پیغمبران کی امامت کی ہے اس سرزمین پر آج فلسطینی عوام کا خون بہایا جا رہا ہے آج اس دوران ان دو ہفتوں میں 200 سے زیادہ فلسطینی بچے،خواتین شہید اور ہزاروں زخمی ہوئے ہیں بلند و بالا بلڈنگوں کو زمین بوس کیا گیا ہے لیکن آج جس طرح اقوام متحدہ نے 1948ء میں ایک نام نہاد قرارداد نمبر 181 کے ذریعے یہودی صیہونیت کی ریاست کا انہوں نے فارمولہ پیش کیا جس کو اس وقت عرب دنیا نے مسترد کیا آج وہ اقوام متحدہ پھر وہی امریکہ نے ویٹو کیا۔اس دوران 10 دنوں میں 3 دفعہ سلامتی کونسل کے اجلاس ہوئے،2 دفعہ نہیں ہو سکے،تیسری مرتبہ امریکہ نے اس کو ویٹو کیا۔آج ہم اتنے بے بس ہیں۔یہ اس وجہ سے کہ ہماری حکمت عملی ٹھیک نہیں ہے ہم نے ہمارے حکمرانوں نے ہمارے ان ممالک کے

حکمرانوں نے بھی ان سامراج کا ساتھ دیا۔ میں سمجھتا ہوں قرارداد میں یہ بات ہونی چاہیے کہ فوری طور پر جو اسرائیلی صیہونیت نے جو قیامت برپا کی ہے اس کو روکا جائے اور اقوام متحدہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے لیے جس کا وہ خود اُسکے پابند ہے۔ جس کا دارالخلافہ ہر حال میں بیت المقدس یروشلم ہو، یہ فلسطین کی ریاست کا دارالخلافہ ہو اس کی آزادی کے لیے کام کیا جائے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب! جی کوئی اور اس سے متعلق بات کرنا چاہے گا۔ ملک سکندر خان ایڈووکیٹ۔ جی ملک نصیر صاحب آپ بات کریں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکریہ جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب۔ میں کوشش کروں گا کہ اس پر مختصر بات کروں کیونکہ ہم نے جن چار نکات پر آج کا اجلاس requisite کیا ہے۔ وہ انتہائی اہمیت کے حامل ہیں اس کے علاوہ یہ ایک Burning issue ہے جو آج اچانک رونما ہوا، اور گزشتہ دنوں خاص کر فلسطینی عوام پر اسرائیل نے بمباری شروع کی ہے جس کی وجہ سے آج سینکڑوں عورتیں، بچے، جوان اِس بمباری کے نذر ہو چکے ہیں۔ اور ہزاروں لوگ آج اسپتالوں میں بے یارومددگار پڑے ہوئے ہیں اور اُس کے باوجود اس کی ہٹ دھرمی جاری ہے اُس کی مسلسل غنڈہ گردی جاری ہے۔ امریکہ جیسا سپر پاور اُس کی مسلسل حمایت کر رہا ہے۔ پوری مسلم اُمہ جس کو آج اپنا ایک کردار ادا کرنا چاہئے تھا اس طرح خاموش اور بے بس ان مظلوم مسلمانوں کو دیکھ رہی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ اور اِس موقع پر جو ہماری حکومت، حکومت پاکستان کو جو ایک کردار ادا کرنا چاہئے تھا۔ وہ بھی میرے خیال ادا نہیں کرسکا۔ صرف اسی پر اکتفا کیا گیا کہ کچھ قراردادیں پاس کی گئیں۔ اور جو OIC کا اجلاس بلایا گیا۔ اُس میں دوسرے مسلمانوں کی طرح پاکستان نے بھی اُس کی مذمت کی اور اُسی پر خاموشی اختیار کی۔ جناب اسپیکر صاحب! ہماری سیاست، مظلوم کی حمایت اور ظالم کے خلاف آواز بلند کرنی ہے۔ چاہے دنیا کے کسی کونے میں بھی کسی بھی قوم کے خلاف، چاہے وہ کسی بھی رنگ و نسل سے جس کا تعلق ہو اِس قسم کے ظلم و جبر اور بربریت ہوگی تو بلوچستان نیشنل پارٹی اس کی مخالفت کرے گی۔ اس ظلم پر اپنی آواز بلند کرے گی۔ آج میں اپنی پارٹی کی طرف سے جو اسرائیل پر جو ظلم و بربریت ہے، فلسطینی عوام کے خلاف اُس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ اور اِس ایوان سے میں یہی گزارش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو ایک مشترکہ قرارداد کی شکل دے کر ہم سب اس کو منظور کریں۔ اس میں صرف نہ ایک پارٹی کا مسئلہ ہے نہ ایک صوبے کا مسئلہ ہے بلکہ اس کا تعلق ظالم اور مظلوم سے ہے۔ اور ظالم کی ہم نے مخالفت کرنی ہے۔ اس کے خلاف آواز بلند کرنی ہے۔ آوازِ حق بلند کرنی ہے۔ اور اس میں مجھے امید ہے کہ تمام دوست اس کو ایک مشترکہ قرارداد کی شکل میں لے لیں گے۔ تو میں اس

قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور اس عمل کی بھرپور مذمت کرتا ہوں، مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ملک سکندر صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جیسے کہ قرارداد کے بارے میں تفصیل سے بات کی گئی ہے ظلم کی یہ ایک ایسی داستان ہے جو الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتا۔ لیکن جس بات پر رویا جائے وہ یہ ہے کہ مسلم دنیا بشمول پاکستان کے، آج اِن سب کو انکے ساتھ ہونا چاہیئے تھا اور اقوام متحدہ کے سامنے ایک اجتماع کی صورت میں فلسطین کے بے بس اور نہتے عوام پر ظلم و جبر کے خلاف آواز بُلند ہونی چاہیئے تھی۔ اِتنی بے دردی، اِتنی درندگی، عمارتوں کو میزائلوں سے اُڑایا جاتا ہے اُس میں مکین دفن ہوجاتے ہیں لیکن دنیا کو کسی قسم کی کوئی ہوش نہیں ہے کہ یہ ظلم کس طرح روا رکھا جارہا ہے۔ اگر یہ کسی اور جگہ ہوتا تو اب تک پتہ نہیں کیا سے کیا ہوتا اسرائیل کی اینٹ سے اینٹ بجادی جاتی۔ لیکن چونکہ فلسطین کے بے بس اور نہتے مسلمان ہیں ان کی آواز سننے والا کوئی نہیں ہے۔ ہم پاکستان کے عوام، جہاں تک مَیں نے انکا تجزیہ کیا ہے جہاں تک مَیں نے انکو پڑھا ہے سب دل سے رو رہے ہیں خون کے آنسو رو رہے ہیں لیکن چونکہ یہ فاصلہ اِتنا طویل ہے کہ وہ جا نہیں سکتے وہ اپنی آواز نہیں پہنچا سکتے۔ اِن کی آواز حکومت کے ذریعے پہنچ سکتی ہے۔ اور یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ فوری طور پر OIC کو مطلع کرے اور جو ہیومن رائٹس کے جو گروپس ہیں اُن کو اور اِسی طرح اقوام متحدہ کو تاکہ فلسطین کے جو نہتے معصوم عوام جو اس وقت ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں جن پر بے دریغ گولیاں برسائی جارہی ہیں وہاں کے عوام شہید ہورہے ہیں ان کو تحفظ دینا مسلمان ممالک کی ذمہ داری ہے۔ تو مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد انتہائی اہم ہے۔ اور اس کی بھرپور حمایت ہونی چاہیئے مشترکہ قرارداد ہونی چاہیئے۔ بلوچستان اسمبلی کی یہ قرارداد اس صورت میں جائے جناب اسپیکر صاحب! کہ مرکزی حکومت سے کہا جائے کہ وہ فوری طور پر اپنے سفارتی تمام تعلقات کو یکجا کرکے فلسطین کے عوام کو بچانے کے لئے جو بھی ذرائع استعمال ہوسکتے ہیں وہ استعمال کریں اور اسی طرح عرب جو دنیا ہے یا مسلم ممالک ہیں ان سب کو یکجا کرکے اس ظلم کے خلاف آواز بلند کی جائے۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ ملک سکندر ایڈووکیٹ صاحب۔ جی قادر علی نائل صاحب۔

جناب قادر علی نائل: شکریہ جناب اسپیکر۔ موضوع پر آنے سے پہلے مَیں چونکہ آج 19 مئی ہے اور 19 مئی کو ہزارگی culture day منایا جاتا ہے۔ Covid کی وجہ سے تقریبات ہم نے نہیں کیں۔ تو مَیں اِس فلور کے ذریعے دُنیا بھر میں آواز اُٹھاتا ہوں پاکستان میں آواز اپنی قوم اور انسانوں کی زبان ثقافت تہذیب وتمدن

سے پیار کرنے والوں کو ہزارگی کلچر ڈے کی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ بلوچستان جو ثقافتوں اور قوموں کا جو ایک گلدستہ ہے اس سے ہمیشہ محبتیں بکھیرتی رہیں گی۔ جناب اسپیکر! مَیں اپنی پارٹی کی طرف سے جو آج قرارداد پیش کی گئی ہے اُس کی حمایت کرتا ہوں۔ اور جو بربریت جو مظالم فلسطینی عوام پر ڈھائے جا رہے ہیں اُس کی مذمت کرتا ہوں۔ یقیناً بحیثیت ایک ذی شعور انسان جو مظالم دُنیا کے کسی بھی کونے میں ہو رہے ہوں اُس کی مذمت کرنا ایک ذی شعور انسان کا فرض ہے۔ جہاں تک یہاں بات ہوئی کہ اس issue کو 100 سال سے زیادہ ہو گیا ہے اور یہ مسئلہ حل طلب ہے جس طرح کشمیر کا مسئلہ ہے اسی طرح بہت سارے issues ہیں جو حل طلب ہیں۔ اِس میں مَیں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح عرب نیشنل ازم کی یہاں بات ہوئی یقیناً ایک Pan Islamism یا عرب نیشنل ازم کی movement کئی بار یہاں کے خطے میں چلی لیکن افسوس کہ جو عرب مما لک ہیں یا جو مسلمان مما لک ہیں اُنہوں نے اپنے ملکی مفادات کو ترجیح دی اور جو ایک اُمتِ مسلمہ ہے یا مسلمان مما لک ہیں مشترکہ طور پر اُن مسائل کے حل کی طرف توجہ نہیں دی۔ اِس وجہ سے بہت سارے issues بکھر گئے اور بہت سارے مسائل سامنے آگئے۔ آپ کو یاد ہوگا جناب اسپیکر! کہ ہمارے دو اسلامی مما لک ہیں، دونوں کے نیشنل ازم کی چنگاریاں بھی پھوٹ پڑیں اور آپ نے دیکھا کہ وہاں سے یہاں سے ہمارے ملک میں proxy war کے ذریعے فرقہ واریت کا ایک عفریت اُبھرا۔ جس کی لپیٹ میں یہاں کے پورے پاکستان کے لوگ آئے اور ہماری community کو سب سے زیادہ نقصان اُٹھانا پڑا۔ یہ بھی ہمارے دو اسلامی مما لک کی Proxy War کا نتیجہ تھا۔ اور آپ دیکھیں جس دوران یہ واقعات ہو رہے تھے فلسطینی عوام پر ہمارا ایک ہمسایہ ملک ہے وہاں بھی ایک بہت دردناک سانحہ ہوا۔ ایک ایسا خطرناک بم دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں 80 سے زائد بے گناہ ہزارہ طالبات شہید کر دی گئیں۔ اب آپ دیکھیں کہ وہاں مسلمان مسلمانوں کو شہید کر رہا ہے۔ فلسطین میں یہودی مسلمانوں پر بمباری کر رہے ہیں لیکن یہ معاملہ دب گیا چونکہ مسلمان مسلمان کو مار رہے ہیں لہٰذا کسی مسلم ملک کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ جو چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں، طالبات ہیں جن کے اسکول پر بم دھماکہ ہوا ہے اُس کو انسانی ہمدردی کی بنیاد پر، نسلی بنیاد پر نہ لیں قومیت کی بنیاد پر نہیں لیکن انسانی بنیادوں پر اُس کو دیکھا جائے لیکن نہیں دیکھا گیا۔ مَیں اپنی جماعت کی طرف سے اِس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

(خاموشی۔ اذانِ مغرب)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی آغا صاحب۔

سیّد عزیز اللہ آغا: سب سے پہلے مَیں اِس قرارداد کے محرکین کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا اور اُنہیں appreciate کروں گا کہ اُنہوں نے اِس اہم مسئلے پر، عالمی مسئلے پر، پوری اسمبلی کی توجہ مبذول کروائی، اور احساسِ ذمہ داری کا سبق دیتے ہوئے قوم کو یہ message دینے کی کوشش کی کہ اِس وقت یہودیت اور صیہونیت جس انداز سے اور جس طریقے سے مسلمانوں کو بالعموم اور فلسطینی مسلمانوں کو بالخصوص کچلنے کے لیے اپنے وسائل کا بے دریغ استعمال کررہے ہیں۔ یہ بات قرآن کے مطالعے سے واضح ہو جاتی ہے کہ یہودیت اور یہودیت کا پرچار کرنے والے یہ کبھی بھی انسانیت کے دوست نہیں ہو سکتے، فلسطینی مسلمان آزادی کی اِس جدوجہد اور struggle میں تنہا نہیں ہے۔ پورا عالم اِسلام اور خصوصاً پاکستان کے مسلمان اِس عظیم سانحے کے دوران فلسطینیوں کے شانہ بشانہ اُن کے دُکھ اور درد میں شامل ہیں۔ مَیں تاریخ کو دھرانا نہیں چاہتا، طویل تاریخ کو بیان نہیں کرنا چاہتا لیکن اِس چیز کو، I want to point out کہ اسرائیل اِس وقت پورے عالم ِانسانیت کے سینے میں ایک خنجر ہے۔ اور اِس خنجر کو نکالنے کے لیے اِس خنجر کو دفن کرنے کے لیے ہمیں مشترکہ طور پر جدوجہد کرنا ہوگی۔ اور میں بانگ دہل کہوں گا کہ اِس جدوجہد کا مرحلہ جہاد کے بغیر ناممکن ہے۔ ہمیں اسرائیل کے خلاف، اسرائیل کے حواریوں کے خلاف، اسرائیل کے supporters اور خصوصاً امریکہ جس کے بل بوتے پر آج اسرائیلی ریاست قائم ودائم ہے، آج اسرائیلی ریاست اور state پھل پھول رہی ہے تو اُس کو credit میرے حساب سے امریکہ کو جاتا ہے اور امریکہ کو احساس دلانے کے لیے حکومت پاکستان نے وہ کردار ادا نہیں کیا جسے ادا کرنا چاہیے تھا۔ جناب اسپیکر! آج فلسطین کے بچے، فلسطین کے مرد و زن فلسطین کی ہماری مائیں بہنیں، فلسطین کے جوان اور سفید ریش ہماری طرف دیکھ رہے ہیں اور بڑی بے چارگی کے ساتھ وہ ہماری مدد کے منتظر ہیں۔ لہٰذا یہ ہاؤس پاکستان کی مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرے کہ وہ فلسطین کے عوام، فلسطین کے شہداء کے خاندانوں، فلسطین کے بچوں اور زخمیوں کے لیے جو کچھ بھی ممکن ہو سکے، چاہے وہ ادویات کی شکل میں ہو، چاہے وہ سفارتی امداد کی شکل میں ہو۔ جو بھی sources اور ذرائع حکومت پاکستان استعمال کر سکتی ہے، حکومت پاکستان کو چاہیے کہ احساس ذمہ داری کو ادا کرتے ہوئے بھرپور انداز میں فلسطینی عوام کا ہر لمحہ اور ہر آن اُن کا ساتھ دیا جائے۔ اِسی سلسلے میں قائد جمعیت، مفکر اسلام، پاسبان حرمین شریفین حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے 21 مئی کو جمعہ کے دن پورے ملک میں مظاہروں اور احتجاجی جلوسوں کی کال دی ہے۔ مَیں دعوت دیتا ہوں آپ سب کو کہ اظہار یکجہتی کیلئے اُن مظاہروں میں شرکت کیجئے۔ اور اس بات کا ثبوت دیجئے کہ پاکستان کا ہر فرد فلسطین کے مسئلے پر ایک پیج پر ہے۔ اور ہم فلسطین کے مسلمانوں کے شانہ بشانہ لڑنے کیلئے، انکا ساتھ

دینے کیلئے انکی اخلاقی، مذہبی یکجہتی کیلئے انکے ساتھ ہرفورم پر تیار کھڑے ہیں۔ اور ہماری ہمدردیاں، ہماری پالیسیاں، ہماری جدوجہد اور ہماری struggle یہ فلسطین کے مسلمانوں کیلئے وقف ہے۔ اور ہم فلسطین کے مسلمانوں، انکے شہداء، فلسطین کے بچوں، فلسطین کی ماؤں اور بہنوں کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ مَیں سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب! آپکا وقت پورا ہو گیا۔

سیّد عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر! مَیں سلام پیش کرتا ہوں فلسطین کے شہداء کو۔ فلسطین کے مجاہدین کو کہ وہ تاریخ رقم کرتے ہیں۔ اور جب بھی رمضان آتا ہے تو انکی گلیاں خون سے رنگین ہو جاتی ہیں۔ لیکن ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آغا صاحب! آپکا وقت پورا ہو گیا۔ میرے خیال سے اگر کوئی بات کرنا چاہے۔ کارروائی اور بھی رہتی ہے۔

سیّد عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر! مَیں بات کو سمیٹتے ہوئے یہ اپیل کرونگا کہ فلسطین کے مجاہدین کیلئے ہر وہ قدم اٹھایا جائے جو انکی تکلیفوں کا مداوا کر سکے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ آیا مشترکہ مذمتی قرارداد منظور کیجائے؟ مشترکہ مذمتی قرارداد منظور ہوئی۔ جو معزز اراکین اسمبلی جو مذکورہ بالا موضوعات پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بجھوادیں۔ ملک سکندر ایڈووکیٹ صاحب آپ بحث کا آغاز کریں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ آج کے یہ موضوعات، جس میں پہلا موضوع ہے کہ بلوچستان کے آئندہ بجٹ سے قبل پری بجٹ پر بحث۔ جناب اسپیکر! جس طرح عام طریقہ کار ہے یا قانون کا تقاضا ہے کہ ہر سال ستمبر میں آئندہ سال کے بجٹ کیلئے functionaries اپنا کام شروع کرتے ہیں۔ مختلف محکمیں اپنے domain کے اندر جو ترقیاتی عمل ہے اسکا سروے شروع کرتے ہیں۔ feasibility reports تیار کرتے ہیں۔ لیکن یہ مئی ہے اب تک میرے خیال میں ایسی باقاعدہ کوئی کارروائی شروع نہیں ہوئی ہے۔ سنتے آرہے ہیں کہ جی concept papers بن رہے ہیں۔ تیاریاں ہو رہی ہیں۔ لیکن مَیں یہ کہونگا کہ جب ہمیں بحیثیت نمائندگان 23 اراکین اپوزیشن کو اس سلسلے میں یا تو اطلاع نہیں دی جاتی یا پھر انہیں تنہا کیا جا رہا ہے۔ تو دونوں صورتیں غیر آئینی، غیر قانونی، غیر اخلاقی اور غیر جمہوری بھی ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہاں ایک اہم سوال

ہے۔ پاکستان کے نام نہاد جمہوریت میں۔اس کو ہم جمہوریت نہیں کہیں گے۔ایک نام نہاد جمہوریت ہے ایک شیڈ ولڈ جمہوریت ہے۔ایک من پسند عمل ہے جس کو جمہوریت کا نام دیا جاتا ہے۔ ہر پانچ سال کے بعد انتخابات ہوتے ہیں۔ اور انتخابات میں قومی اسمبلی کے اراکین کو بھی چنا جاتا ہے۔صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو بھی چنا جاتا ہے۔ ہر اسمبلی کا حلقہ اسکی حدود بھی مقرر ہیں۔اسکی حدود کا بھی تعین ہے۔ وہ معلوم ہے۔ابتداء میں تیس آدمی حصہ لیتے ہیں الیکشن میں۔ چالیس آدمی حصہ لیتے ہیں۔لیکن آخر کار انتخابات کے نتیجے میں صرف ایک فرد ایک حلقے کیلئے منتخب ہوتا ہے جس کو قانون ،آئین اور ہمارے مسلمہ قواعد کے تحت اس علاقے کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ چاہے اسکے موافق ہو، چاہے اسکے مخالف ہو۔ چاہے اسکو ووٹ دیا ہو یا چاہے اسکو ووٹ نہیں دیا ہو۔لیکن جس دن الیکشن کمیشن نوٹیفکیشن جاری کرتا ہے تو وہ شخص،وہ فرد اس حلقے کا آئینی اور قانونی نمائندہ بن جاتا ہے۔اور پھر عمومی نظر بھی یہ ہے کہ عام طور پر جو لوگوں کے ذہن اور دل میں بسا ہوا عمل ہے وہ یہ ہے کہ علاقے کی،اُس حلقے کی ترقی کے لیئے انکا نمائندہ اپنا کردار ادا کریگا۔اور وہ یہی سمجھتے ہیں کہ وہ جو نمائندہ انکے حلقے کا ہوگا وہی انکے مسائل کے حل میں اپنا کردار ادا کریگا۔ جناب اسپیکر! یہ آپ بھی ہیں اور یہ جو اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام لوگ ہیں۔تمام معزز اراکین ہیں۔ ہر مسئلے کے لیئے لوگ اپنے نمائندے کے پاس جاتے ہیں۔ چاہے شناختی کارڈ کا مسئلہ ہو چاہے لوکل کا مسئلہ ہو چاہے گلی کا مسئلہ ہو چاہے ٹف ٹائلز کا مسئلہ ہو روڈ کا مسئلہ ہو۔ بجلی کا مسئلہ ہو گیس کا مسئلہ ہو اور اسی طرح sanitation کا کوئی مسئلہ ہو تو لوگ اُس نمائندے کے پاس اس لیئے جاتے ہیں کہ وہ اُس علاقے کا حقیقی، آئینی اور قانونی نمائندہ ہوتا ہے۔اس لیئے وہ اپنی جو آواز ہے، اپنا جو مسئلہ ہے وہ اپنے نمائندے تک پہنچاتے ہیں۔اور اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی حلقے میں سوائے اُس حلقے کے نمائندے کے اور کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جو اُس علاقے کی ضروریات کے بارے میں علم رکھتا ہو۔ کیونکہ ایک تو لوگ اُس کے پاس مسائل لے کر آتے ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ وہ خود بھی جاتا ہے اور حلقے میں گھومتا پھرتا ہے،لوگوں کے مسائل معلوم کرتا ہے اور یہ تمام تر جو ضروریات ہیں اُن سے اُس کو خبر ہوتی ہے۔لیکن گزشتہ تین سالوں سے جناب اسپیکر، 2018-19,2019-20,2020-21ء اِن ادوار میں بلوچستان کے 23 اراکین اپوزیشن کو مکمل طور پر اِس علاقے کی نمائندگی سے بزور و جبر محروم کیا ہوا ہے، قانون میں حق ہے، آئین میں حق ہے، اخلاقیات میں حق ہے جمہوریت میں حق ہے،لیکن ظلم کے جو ٹھیکیدار ہیں اُنہوں نے اِن کا گلا گھونٹا ہوا ہے اور اِن کے تمام علاقوں میں اپنی من مانی کرتے ہوئے اِن کو الگ رکھا ہے جو ایک ظلمِ عظیم ہے اور اب ہم اعلان کرتے ہیں کہ یہ ظلمِ عظیم اب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ چاہے وہ کوئی بھی صورت ہو

لیکن ہم نے بہت ہر طرح سے اپنی طرف سے اپوزیشن میں دل کھول کر اِس معاملے کو settle کرنے کی ہر طرح سے کوشش کی ہے لیکن یہاں ایک ذہن بنا ہوا ہے کہ کچھ لوا پوزیشن کو کچل دو۔لیکن یہ کچل دو کی پالیسی یہ اب کب تک چلے گی۔ جناب اسپیکر صاحب! اپوزیشن کو اپنے حلقوں میں ترقیاتی عمل سے بزور طاقت روکا گیا ہے اور پھر بدقسمتی اِس سے اُوپر یہ ہے کہ اِن کو تو روک دیا جاتا ہے لیکن اپنے کارکنوں کو بلوچستان عوامی پارٹی کے نام سے جو ایک رات میں بنی پارٹی ہے اُس کے کارکنوں کو project کرنے کے لیے اُن کو بے دریغ فنڈ دینے کے لیے اُن کو کرپشن کے تمام دروازے کھول دینے کے لیے اُنکے ذریعے وہ فنڈ utilize ہو رہے ہیں، جو اِس سے بدتر ظلم ہے جس کی تاریخ میں کہیں مثال نہیں ملتی۔آج دنیا کے تمام ممالک میں تمام دنیا میں آپ دیکھ لیجئے ،نمائندے کو اُس کی آئینی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے لیکن ایک واحد بلوچستان کا یہ صوبہ ہے جہاں عوام کے اُس نمائندے کو جو اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہے اُس کی ٹانگیں بھی کاٹ دی جاتی ہیں، اُس کے ہاتھ اور پیر بھی کاٹ دیئے جاتے ہیں اِس ظلم کو اب تک تو سہا ہے لیکن اِس کے بعد اِس ظلم کو سہنے کی کوئی سکت اب باقی نہیں ہے۔اور پھر یہ دیکھ لیجئے کہ یہ تو اِس طرح ہے جناب اسپیکر! کہ جس طرح MBBS ڈاکٹر یا FCPS ڈاکٹر لوگوں کا علاج کرتے ہیں لیکن اگر اُس کی جگہ اگر ویٹرنری ڈاکٹر کو بھیجا جائے اور وہ لوگوں کا علاج شروع کر دے تو کیا وہ لوگ مریں گے یا جئیں گے؟ یہاں اِس طرح ہو رہا ہے کہ غیر متعلقہ لوگ جن کو اَتا پتا بھی نہیں ہوتا کہ حلقہ کیا ہے، حلقے کے لوازمات کیا ہیں، حلقے کی ضروریات کیا ہیں، حلقے کے لوگوں کے مسائل کیا ہیں، لیکن اب وہ تو ویٹرنری ڈاکٹر ہوا اور وہ جا کر اُن لوگوں کی موت کا سبب بنتا ہے۔تو میری گزارش یہ ہے کہ اِس قسم کی جو روش ہے وہ انتہائی دردناک اور المناک ہے جو اجلاس کو ہم نے بُلایا ہے جناب اسپیکر! یہ جو قواعد ہیں 115 (الف) اگر جناب ملاحظہ فرمائیں تو آج مئی ہے لیکن اِس کا تقاضہ کچھ اور ہے جس کی صریح خلاف ورزی یہاں کی گئی ہے جناب قاعدہ 115 (الف) قبل از میزانیہ بحث۔اِن قواعد میں شامل کسی بات سے قطع نظر وزیر قانون و پارلیمانی اُمور اور وزیر خزانہ کی مشاورت سے کارروائی کی فہرست میں عمومی بحث کو شامل کریں گے جس کے ذریعے اسمبلی کے اجلاس میں آئندہ میزانیہ next coming جو بجٹ ہے آئندہ میزانیہ کے لیے ارکان کی تجاویز طلب کی جائیں گی جو ہر سال فروری تا اپریل کے مہینوں کے دوران منعقد ہوگا۔ جناب اسپیکر! چونکہ آپ ہاؤس کے custodian ہیں، ہم ایسے نہیں آئے ہیں یہ جو 23 اراکین ہیں۔ہمیں یہاں عوام نے بھیجا ہے۔اُدھر کے لوگ تو بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں کہ جی مجھے دو ارب روپے ملے ہیں، مجھے چھ ارب روپے ملے ہیں اور یہاں کیا ملتا ہے وہ آپ کو خود سب سے زیادہ آپ کو علم ہے کہ یہاں ہمیں بالکل بے دخل کیا گیا ہے۔اب ہونا تو یہ

چاہیے تھا کہ فروری سے اپریل یہ جو اجلاس ہے بُلایا جاتا۔ یہاں یہ بحث ہوتی کہ کس علاقے کے لیے کس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، ہمارے علاقوں میں تعلیم ہے، صحت ہے، پینے کا پانی کوئٹہ میں آپ دیکھ لیں جی جو ٹینکر مافیا ہیں وہ لوگوں کا خون چوس رہے ہیں۔ ہمارے 9 ایم پی ایز کے بار بار اِصرار پر ہم نے یہاں اسمبلی میں قرارداد بھی پیش کی وہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی کہ ہمارے علاقوں میں، مَیں نے اپنے علاقے کی مناسبت سے قرارداد پیش کی جس کو اِس ہاؤس نے منظور کیا جس میں ہم نے یہ گزارش کی کہ نواں کلی کا area ہے، شاہ عالم تک اور اِسی طرح خانان، کوتوال، شیخ ماندہ، خیزی، خروٹ آباد، سمنگلی، اِن علاقوں میں پینے کا پانی نہیں ہے، ان کو پینے کا پانی فراہم کیا جائے، لیکن کیونکہ ہمارے بجٹ میں یا ترقیاتی عمل میں یا اِس علاقے کے مسائل کے حل میں کوئی بھی کردار ادا کرنے کے لیے ہمیں نہیں چھوڑا جاتا اس لیے ہمارے اِن لوگوں نے کیا ظلم کیا اور جن لوگوں کے حلقوں میں چھ ارب کے کام ہوتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! یہ تو خود کہتے ہیں، حقیقت تو اِن کی PSDP کی Book سے ساری چیزیں عیاں ہو جاتی ہیں لیکن یہ جب خود اعلانیہ کہتے ہیں کہ مجھے چھ ارب روپے کا کام ملا ہے، مجھ چار ارب روپے کا کام ملا ہے، تو اِس ظلم کا کون جواب دے گا، یہ ظلم کب تک رہے گا؟ اِس قسم کا ظلم ختم ہو جاتا ہے جب بڑھ جاتا ہے، اب یہ ظلم جو یہاں ہو رہا ہے وہ حد سے آگے چلا گیا ہے جناب اسپیکر! اِس لیے میری گزارش ہے کہ جناب آپ ایک رولنگ دیں اِس موضوع پر کہ فوری طور پر اسمبلی کا اجلاس بُلایا جائے اور 115 (الف) کے تحت اراکین سے تجاویز لی جائیں اور پھر بعد میں اِس میں جناب اسپیکر! آگے یہ کہا جاتا ہے کہ اِس میں یہ دیا گیا ہے کہ میزانیہ تجاویز پر عمومی بحث اجلاس کے دوران تین دن کے لیے ہو گی یا جیسا کہ اسپیکر صاحب متعین کریں۔ یعنی تین دن تو اِس بات پر بحث ہو گی کہ تجاویز لی جائیں گی اُن ضروریات کو مدِنظر رکھا جائے گا اور اُن ضروریات کو سمیٹ کر پھر اُس کے بعد اسمبلی بحث کر کے اختتام پر آئندہ میزانیہ کے لیے حکومت کو تجاویز پیش کر سکتی ہیں تو مَیں سمجھتا ہوں کہ اِس وقت جو سب سے ضروری عمل ہے جناب کی رولنگ کی ضرورت ہے، جناب یہ رولنگ دیں کہ فوری طور پر جو گو کہ late ہو گیا، یہ فروری سے اپریل تک ہونا چاہیے تھا اب مئی جا رہا ہے اور مئی بھی ابھی ختم ہونے کو جا رہا ہے تو میری گزارش ہے کہ یہ ایک رولنگ دیں اور اِس طرح تا کہ ہمیں ظلم سے، ہم فلسطین کے بارے میں تو کتنا سب دل کے آنسو رو رہے ہیں لیکن جو ہمارے اپوزیشن کے اراکین کے ساتھ ہو رہا ہے وہ فلسطین والوں کے ساتھ بدتر سلوک کیا جا رہا ہے۔ تو اِس لیے میری گزارش ہے کہ آپ as Custodian of the House یہ مہربانی فرمائیں کہ اسمبلی کا یہ اجلاس اِس قاعدے کے تحت تین دن کے لیے بُلائیں، تجاویز لیں تا کہ ہماری نمائندگی جو ہمارا فرض ہے وہ بھی ادا ہو، حکومت کا جو فرض

ہے وہ بھی ادا ہو سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مَیں میر نوید کلمتی اور سابق MPA اور موجودہ سینیٹر دنیش کمار کو ایوان آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

قائد حزبِ اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! ہمارے ساتھی مختلف یہ جو نکات ہیں اُن پر بحث کریں گے، مَیں دوسرا نقطہ اُس کو تھوڑا سا سرسری طور پر جناب کے سامنے عرض کروں گا کہ دوسرا نقطہ یہ ہے کہ بلوچستان کے ترقیاتی عمل میں نمود و نمائش۔ جناب اسپیکر! عام اصول ہے کہ جو بھی ترقیاتی عمل ہو کیونکہ یہ عوام کیلئے کیا جاتا ہے، عوام کے مسائل اور ضروریات کو مدنظر رکھ کر ترقیاتی عمل کیا جاتا ہے۔ ہمارے حلقوں میں تعلیم، صحت، جیسے میں نے پہلے عرض کیا پینے کا پانی بجلی اور گیس اِن چیزوں کی ضرورت ہے، لیکن ہماری حکومت اپنے منافع کی تلاش میں ہے اور صرف میڈیا اور ٹویٹر کے ذریعے ترقی کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں یہ جناب اسپیکر صاحب! یہ جو کچھ بُت اِنہوں نے یہاں کوئٹہ میں بنائے ہیں وہ بھی تانبے کے نہیں ہیں پتہ نہیں کس چیز کے بُت بنائے ہوئے ہیں اب یہ اس کو یہ کہتے ہیں جی یہ بلوچستان ترقی کر رہا ہے بلوچستان کے لوگ پانی سے محروم ہے گندا پانی پی رہے ہیں اور اِنہوں نے غیر اسلامی عمل کر کے یہاں بُت بنائے ہیں اور یہ بُت یہ دکھا رہے ہیں بلوچستان دیکھو کتنا آگے لندن سے بھی آگے چلا گیا نیویارک سے بھی آگے چلا گیا، واشنگٹن سے بھی آگے چلا گیا ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔ اگر اِن بُتوں سے منازل طے ہوتے ہیں تو جناب اسپیکر! پھر بلوچستان کا خُدا ہی حافظ یا پھر جناب اسپیکر! یہ سرینا چوک سے لیکر وزیر اعلیٰ صاحب کے گھر تک یہ جو چاپلوسی کے panaflex بنائے جاتے ہیں جن پر بڑے بڑے بُت بنے ہوئے ہیں بڑے بڑے فوٹو دیئے جاتے ہیں اور اِس کو اِس طرح خوبصورت کیا جاتا ہے کہ جیسے یہاں پتہ نہیں یہاں کتنی ترقی ہوئی ہے، یہ چاپلوسی اور اب تو چاپلوسی پر بھی مقابلہ ہے جو جتنا زیادہ چاپلوس بنتا ہے اُس کو اہمیت ملتی ہے، اگر چاپلوسی میں تھوڑی سی کمی آئی تو اُس کو بھی خُدا حافظ ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ ترقی کے منازل نہیں ہیں ترقی کے اصل منازل یہ ہیں کہ علاقہ کے عوام کی ضروریات کو معلوم کیا جائے اور اُنکی ضروریات کو پورا کیا جائے تو پھر یہ بات بن سکتی ہے یا پھر یہ جناب! یہاں کہیں ایسے نئے کام ہوئے ہیں اُن کو مدنظر رکھا جائے اور اُسی کے مطابق لوگوں کا مداوا کیا جائے۔ اور لوگوں کے حقوق جو ہیں وہ اِس طریقے سے غصب نہیں کیے جا سکتے ہیں۔ جناب! اب تو ایک عجیب کیفیت ہے کہ جو اِس وقت اِس صوبے کی ہے یہ ظلم اور جبر بے اِنصافی اس کا دور دورہ ہے جمہوریت کی تو میں یہ سمجھتا ہوں مجھے تو اِس بات کا خوف ہے جناب اسپیکر! کہ آئندہ یہ کیفیت ہوگی کہ جو ہمارے اقدار تھے یا ہماری جو روایات تھیں وہ فنا ہو رہی ہیں یہاں اگر صرف چاپلوسی پر

بات چلتی ہے اگر یہ صرف کرپشن پر بات چلتی ہے اگر یہ صرف مرکز کو آپ دیکھ لیں کہ وہاں کرپشن کے کتنے بڑے بڑے اسکینڈل ہیں یہاں صورتحال یہ ہے کہ یہاں point out ہم کرتے ہیں لیکن کسی طرف سے آج تک کسی بھی انکوائری میں کسی کو کچھ نہیں کہا جاتا۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ اب تو یہ صورتحال بن گئی ہے کہ ہمارے معاشرے میں جو شرم و حیاء کا تھوڑا بہت عنصر تھا وہ بھی ختم ہورہا ہے جو شرافت کا تھوڑا بہت عنصر تھا وہ بھی ختم ہورہا ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک یہ صوبہ یہ تو اِس حکومت کے دوران تو یہ صوبہ اتنا خوار ہوگا کہ مستقبل میں یہ جو چاپلوسی ہے یہ جناب اسپیکر! یہ اس جھاگ کی طرح ہے جو فوری طور پر ختم ہوجاتا ہے مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ۔۔۔(مداخلت) آپ بیٹھیں آپ اپنی بات اپنے time پر بولیں۔ مَیں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ دن آنے والا ہے یہ جو چاپلوسی یہ جو کرپشن ہے یہ جو مال بنانے والا جو سوچ ہے یہ کب تک رہے گا اِس میں جب پھر competition شروع ہوتی ہے تو وہ بھی پھر محدود ہوکر وہ بھی پھر تنازعات کا شکار ہوگی تو یہ جو شریفانہ زندگی گزارنا چاہتے ہیں جو دیانت دار لوگ دیانتدارانہ زندگی گزارنا چاہتے ہیں جو امانتدار لوگ امانت دارانہ زندگی گزارنا چاہتے ہیں وہ کہاں جائیں جناب اسپیکر! اُنکا تو پھر بلوچستان میں رہنے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا وہ چھپ کر پھرتے ہیں۔ آج آپ دیکھ لیں ہماری بیوروکریسی میں جو ایک تھوڑا بہت جس میں تھوڑا بہت ضمیر ہے وہ دیکھو روز OSD بنا بیٹھا ہوتا ہے اُن کا کوئی پُرسان حال نہیں، کسی محکمہ میں اگر کوئی شخص تھوڑا سا ضمیر رکھتا ہو وہ آخری کونے میں چلا جاتا ہے۔ ہمارا معاشرہ جب اِتنا تباہی کے دانے پر پہنچتا ہے تو جناب! اس کو بچانے کیلئے میں آپ سے گزارش کرونگا کہ اِس پر یہ آپ رولنگ اِس صورت میں دیں کہ یہ جو اخلاقی اقدار ہیں جمہوری اقدار ہیں معاشرتی اقدار ہیں جو شریف لوگ ہیں محکموں میں جو شریف لوگ ہیں مختلف functionaries کے جو دیانتدار لوگ ہیں جو ضمیر کی آواز پر چلتے ہیں اُنکی تھوڑی بہت حوصلہ افزائی کریں اور یہ جو ہماری ہم پہلے قرارداد جناب اسپیکر صاحب! پیش کرچکے ہیں اور جناب! نے وہ قرارداد منظور کی ہے جس میں ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ بلوچستان کی جو بیوروکریسی ہے اُس کو تباہی سے بچایا جائے اُس کو اپنا کام دیا جائے اور اُس سے کام لیا جائے۔ اور جو پولیس ہے ہماری پولیس پورے بلوچستان کی ہر جگہ میں کام کرنے کی باقاعدہ صلاحیت ہے اُنکے پاس وہ تمام وسائل ہیں اُنکو وہ تمام trainings حاصل ہیں لیکن اُس کے بجائے اُن پر FC مسلط کرکے اُنکی عزت نفس کو مجروح کیا جاتا ہے اور ہماری نظروں میں بھی عوام کی نظروں میں بھی علاقے کی نظروں میں بھی اُن پولیس آفیسرز کی اُن کے آفیسرز ہیں یا دوسرے محکموں کے آفیسرز ہیں اُنکا بھی پھر وقت کم ہونا شروع ہوتا ہے establishment تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اقدار کو نہیں بچاسکے تو ہمارے لئے ایک بہت بڑا loss بھی ہوگا اور یہ مستقبل

میں بھیانک صورتحال ہوگی بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ جی احمد نواز بلوچ صاحب۔

میر احمد نواز بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں فلسطین کے شہداء کو سرخ سلام پیش کرتا ہوں جو بربریت فلسطینی عوام کے ساتھ ہورہی ہے جو پوری مسلم اُمہ کیلئے ایک لمحہ فکریہ ہے جناب اسپیکر! میں بھی اِس فورم پر فلسطین پر صیہونی جارحیت کی مذمت کرتا ہوں اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے جناب اسپیکر! فلسطین میں تو یہودی فلسطینی عوام پر بمباری اور اُنکا قتل عام کررہے ہیں مگر آج ہم بلوچستان ایک سانحہ تربت کو نہیں بھولے تھے کہ ایک اور سانحہ سریاب کی شکل میں فیضان جیسے ہونہار ہمارے بھائی کو قتل کیا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! فیضان جب اپنے گھر کی طرف جارہا تھا۔ تو اُس کو ہماری اپنی ہی فورسز نے روند ڈالا۔ جناب اسپیکر! فیضان شہید کا کیا قصور تھا۔ ہم تو رو رہے ہیں فلسطینی عوام کے لیے، دُنیا میں جہاں بھی مظلوم ہیں ہم اُن کے لیے رو رہے ہیں آج ہمارے یہاں بھی فلسطین بن گیا ہے۔ ابھی تک ہم سانحہ تربت کو نہیں بھولے حیات شہید کو نہیں بھولے تو آج یہ نونہال ہم سے بچھڑ گیا۔ ہمیں انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے۔ آج اس کے والد سے آپ ملیں یا اُس کے گھر والوں سے آپ ملیں کہ اُن کا کیا حال ہے۔ یہ عید اُن پر کیسے گزری ہے۔ سریاب کے عوام کوئٹہ کے اور بلوچستان کے عوام پر کیا گزری۔ جناب اسپیکر! امن وامان کی مثالیں تو ہم بہت دیتے ہیں مگر کوئٹہ خاص کر سریاب جیسے رش والے علاقے میں فیضان جیسے ہونہار لڑکوں کو شہید کیا جاتا ہے۔ وہ بھی کوئی اور نہیں ہمارے محافظ ہی اُسے شہید کردیتے ہیں۔ میں اس اجلاس کے توسط سے اُس کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ اور وزیر داخلہ صاحب نہیں ہیں۔ ایک کمیٹی یہاں سے بنی چاہیے ان جیسے واقعات اور خصوصاً اس واقعہ کی تحقیقات کی جائے۔ یا آپ کی ایک رولنگ ہو کہ یہ کیس بھی پرانے کیسوں کی طرح دبایا نہیں جاسکے۔ جیسے حیات کو شہید کیا گیا یا ہمارے بھائی جو کاکڑ تھے اُس کا نام غالباً صحبت خان تھا جو نواں کلی میں اُسے شہید کیا گیا۔ یا اصغر خان اچکزئی کے کزن کو شہید کیا گیا۔ ہم کتنے شہدا کو اپنے کندھوں پر لے جاکے قبرستانوں میں دفن کرتے ہیں جناب اسپیکر! آج ہم پھر کہیں کہ ہم فلسطینیوں کے لیے رو رہے ہیں۔ تو ہمارے لیے بھی کوئی آواز ہے اِن شہیدوں کے لیے۔ تو میں اس معزز ایوان کے توسط سے آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ اس کے لیے ایک اعلیٰ سطح کی کمیٹی اپنے اس ہاؤس سے بنائیں تاکہ اس case کا باریک بینی سے جائزہ لے کیوں کہ اس میں ہماری forces involve ہیں تاکہ اس کیس کو دبایا نہ جائے، اس کیس کو ردی کی ٹوکری میں نہ ڈالا جائے۔ اس بچے کا کیا قصور تھا جناب اسپیکر! کہ اس کو ایسے روندا گیا اور جو اُس کا دوست جو زخمی ہے اُس کو بھی

مختلف طریقوں سے دھمکیاں دی جارہی ہیں کہ آپ شناخت پریڈ میں ہماری مدد کریں۔ یا کسی اور طریقے سے اُن کی فیملی کو دبایا جارہاہے۔ جناب اسپیکر! میں اِنہی الفاظ کے ساتھ آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اس شہید کے لیے آپ ایک رولنگ دے دیں تا کہ دوبارہ ایسے واقعات رونما نہ ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ جس طرح آپ کو معلوم ہے کہ آج کا جو ہمارا یہ requisite اجلاس ہے اس میں بنیادی جو نقطہ ہے وہ بلوچستان میں جو آنے والا بجٹ ہے جون کے مہینے میں اس کو pre budget discussion کے حوالے سے ہے۔ایک تو یہ ہے کہ بلوچستان میں جو آنے والا بجٹ ہے اُس کی کوئی آئینی حیثیت ہونہ ہوالبتہ اُس کی اخلاقی حیثیت ابھی سے سوالیہ نشان بن گیا ہے۔ جناب اسپیکر! اگر آپ کے سامنے آپ کے اپنے ہی، ہمارا جو rules of procedures and conduct of business 1974 اگر آپ کے سامنے پڑا ہے تو آپ تکلیف کر کے ذرا اُس کا صفحہ نمبر 54 کھول لیں، اُس پر یہ لکھا ہوا ہے pre budget discussion یعنی بجٹ سے پہلے اس ایوان میں اس بجٹ کی کوئی آئینی حیثیت ہونہ ہولیکن اس کی کوئی اخلاقی حیثیت نہیں ہوگی۔اس بجٹ کی کوئی جو عوامی حیثیت ہے وہ نہیں ہوگی۔ کیوں کہ عوام کا منتخب ادارہ یا عوام کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ادارہ بلوچستان کی صوبائی اسمبلی ہے۔اور بلوچستان کی صوبائی اسمبلی میں ہم سے پہلے جناب والا! یہاں کچھ rules of business یعنی قواعد وضوابط تشکیل دیے گئے ہیں۔ اُن قواعد وضوابط میں ایک جو ہے (115 A) ہے میں اُس کی صرف دوتین چیزیں پڑھوں گا تا کہ ہمارے عوام کو بھی یہ پتہ چلے کہ کیوں بجٹ ایسی جگہ پر زیر بحث نہیں لایا جاتا۔اگر کوئی عوامی بجٹ بنانا ہوا گر کوئی عوام کے مفاد میں بجٹ بنانا ہے عوام کو تکلیف اور مشکلات سے نکالنے والا بجٹ بنانا ہے، اگر عوام کو پانی کی اسکیمات فراہم کرنی ہیں، اگر عوام کو بجلی کی مسائل سے نجات دلانا ہے، اگر عوام کے بچوں کو اچھی تعلیم فراہم کرنی ہے، اگر عوام کے مریضوں کو بروقت ادویات فراہم کرنی ہیں، اگر عوام کے شہزادوں کو سڑکوں پر حادثات سے بچانا ہے، اگر عوام کے شہزادوں کو اس طرح کے جرم اور جرائم سے بچانا ہے تو جناب والا! اُس کے لیے یہ کہ جب بھی کوئی بہت بڑا فیصلہ ہوتا ہے اُس کے لیے discussions ہوتی ہیں۔ consultation ہوتا ہے۔اور پھر اُس کو میری خواہش پر اگر وہ نہ کرتے مگر کم سے کم یہ جناب والا! یہ قواعد وضوابط میں میں صرف اُن تمام اداروں کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کی وقعت کو، مثلاً تو یہ ہے کہ جان بوجھ کر کیا جارہا ہے۔ یا کسی کو اس کا علم نہیں ہے۔ یا یہ ہے کہ یہ

حکومت سمجھتی ہے کہ جناب والا! یہ قواعد وضوابط آئین قوانین میں منتخب نمائندوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ یہ تین سال ہم نے گزار لیے زوروز بردستی کر کے اچھا برا کر کے بلوچستان کو دقیانوسی، پتھر کے زمانے میں دھکیل کے ہم نے اچھا کام کیا ہے۔اور آنے والے دوسال میں بھی بلوچستان کو ایک گہری کھائی میں گرا دینگے۔تو جناب والا! آپ دیکھ لیں یہ جو rules میں پڑھ رہا ہوں A 115۔

Notwithstanding anything contained in these rules, the Minister for Law and ParliamentaryAffairs in consultation with the finance minister. میرے چھوٹے بھائی ظہور صاحب کے ساتھ۔ shall include in the list of business the general discussion seeking proposals. یعنی جو پارلیمانی افیئر ہوگا وہ فنانس منسٹر کے ساتھ مل کر اسمبلی کے بجٹ سے پہلے میزانیہ سے پہلے ایک اجلاس منعقد کرے گا اور اُس منعقدہ اجلاس میں proposals یعنی تجاویز لی جائیں گی: of the members of the next session of the Assembly which is to be held during the months of February to April each year. یعنی فروری سے لے کر اپریل تک اس عمل میں جناب والا! یہاں ایک pre budget discussion ہونی چاہیے۔ اُس پر بات ہونی چاہیے تھی کہ بلوچستان کی تکالیف کیا ہیں، بلوچستان کی مشکلات کیا ہیں، بلوچستان کو ایک عوام دوست بجٹ کیسے دیا جا سکتا ہے۔ یہ اربوں کھربوں کی باتیں یہاں جو Secretariats میں بڑے بڑے ہالوں میں خوبصورت کمروں fancy drawing rooms میں جو کیے جاتے ہیں یہ پیسہ کیسے عوام کی زندگی میں خوشیاں لائے گا۔ یہ پیسہ کیسے عوام کی زندگی میں خوبصورتی لائے گا، عوام کی زندگی میں تعلیم لائے گا، عوام کی زندگی میں روزگار لے آئے گا، عوام کی زندگی میں صحت کی سہولیات لے آئے گا، عوام کے بچوں کو محفوظ سڑکیں فراہم کرے گا، زمینداروں کو بروقت بجلی فراہم کرے گا۔ یہ جناب والا! اسی لیے یہ رول رکھ دیا گیا کہ آپ جون میں بجٹ پیش کرنے سے پہلے فروری سے اپریل تک یہ کریں گے۔ اس میں ساری details دی گئی ہیں۔ پھر اُس کے بعد جب وہ proposals آپ لیں گے اُسی کے basis پر آج جا کے اپنا budget document بنانا شروع کر دیں گے۔ اور پھر جون میں اپنا بجٹ لا کے یہاں پیش کر دیں گے اُس میں کم سے کم اس اسمبلی کی جو ساری مشاورت اس اسمبلی کے جو سارے دوستوں سے لی گئی جو تجاویز ہیں اُس میں شامل کیے جائیں گے۔ لیکن جناب والا! بدقسمتی سے ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ میں کل پرسوں دیکھ رہا تھا کہ میرے ایک محترم دوست ظہور صاحب نے ایک ٹویٹ کیا ہے اور اُس ٹویٹ میں وہ سمجھتے ہیں کہ شاید

کسی کو بھی انگریزی نہیں آتی لوگ پڑھتے نہیں ہی اُنہوں نے ایک ٹویٹ کیا ہے کہ بجٹ بہت ہی عوامی قسم کا، عوام دوست قسم کا، عوام کو چاند پر لے جانے والا، مریخ تک پہنچانے والا، عوام کی گلیوں اور گھروں میں روشنی لانے والا، عوام کے بچوں کو تعلیم دلانے والا، بے روزگاروں کو روزگار دلانے والا، منشیات کا خاتمہ کرنے والا، بلوچستان کو جنت نظیر بنانے والا ایک بجٹ کی تیاریاں بہت زوروشور سے مکمل ہیں۔ یہ بینڈ باجا بجنے چاہیے۔ اور اُس میں لکھا کیا گیا ہے جناب والا! میرے جو دوست نے اپنے ٹویٹ میں ایک document ہے یہ attach کیا تھا میں نے وہی document وہاں سے پرنٹ کر کے نکالا ہے۔ اس میں کوئی exaggeration نہیں، کوئی تبدیلی نہیں کی وہ ٹویٹ ابھی بھی کل کے اُن کے ریکارڈ پر موجود ہوگا۔ نمبر ایک دوسرا اُنہوں نے لکھا ہے کہ جناب والا! 2021-22 کا issuance of budget call circular 2021-22 budget call circular ہم نے نومبر میں جاری کر دیا ہے۔ ہمیں کسی نے نہیں دیکھا ہم منتخب نمائندے ہیں۔ مثلاً اگر آپ ایک منتخب نمائندے کو budget call کی ایک کاپی نہیں بھیجتے کہ جناب والا budget call یعنی بجٹ کی تشکیل اور تدوین کے حوالے سے تجاویز کے حوالے سے ہم نے سارے محکموں کو اداروں کو ایک خط بھیج دیا ہے۔ کیا یہ لاکھوں لوگوں کے منتخب نمائندے بلوچستان کے یہ 63,64 منتخب نمائندوں کو اتنی آزادی اور اتنا اختیار نہیں ہے یا اُن کی اتنی حیثیت نہیں ہے کہ آپ کے کاغذ کا ایک پرزہ اُن کو کاپی کر کے نہیں بھیج سکتے کہ بلوچستان کے بجٹ کی تدوین ہوئی ہے۔ اور یہ آپ کے ہائی کورٹ کے آرڈر میں ہوا تھا اُس کے بعد جناب والا! دوسرا نقطہ اُن کے اسی ہی ٹویٹ میں اُس میں جو document لگا ہوا تھا۔ اُس میں لکھا ہوا ہے جناب اسپیکر! آپ ذرا غور سے سنیئے گا۔

pre-budget seminars with MPA,s other Stakeholders, administrative departments یعنی ہم نے MPA,s, Stakeholders administartive departments کے ساتھ مشاروت کرنی تھی۔ اب اس کے آگے کیا لکھتے ہیں نومبر سے جنوری کے درمیان کیا ہوا not held due to covid19 یہ بدنیتی صرف ایک دوسرے میں واضح آجاتی ہے۔ کہ نومبر اور جنوری کے درمیان تو کورونا کی نا تو دوسری لہر تھی نا ہی تیسری لہر تھی یہ Stakeholders consultation یہ MPA,s کے ساتھ مشاورت یا administrative میں مشاورت یا بلوچستان کے غریب عوام کے ساتھ آپ کو ثناء بلوچ سے نفرت ہے آپ کو میری باتیں اچھی نہیں لگتیں، آپ میری خوشی اور خوشحالی نہیں دیکھ سکتے، آپ مجھے میرے علاقوں میں ناکام کرانا چاہتے ہیں لیکن خاران کی 1 لاکھ 60 ہزار کی آبادی جو 2017ء میں دی گئی ہے اُن کی

عزت کے خاطر اُن کی تعلیم کے خاطر اُن کے روزگار کے خاطر اُن کی خوشحالی کے خاطر تو کم ازکم آپ چلے جاتے ہیں ۔ڈپٹی کمشنر،اور کمشنر کے office میں بیٹھ کر ایک pre-budget administrative session کر لیتے ہیں۔جو خاران کے عوام کہتے ہیں جس سڑک کا وہ بولتے جو پانی کی اسکیم وہ مانگتے ،جن اسکول کی مرمت وہ مانگتے جو دقیانوسی اسکیم وہاں خراب پڑے ہوئے ہیں اُن کی بحالی کی بات کرتے آپ وہی اسکیمیں شامل کرتے آپ مجھے چھوڑ دیتے ۔لیکن جناب والا! کیا لکھا گیا ہے جناب اسپیکر! اس کا نوٹس آپ کو آپ You are the Custodian of this House کہ جناب والا !MPA,s کے ساتھ گپ شپ اور بات چیت اس لیے نہیں ہوسکی ۔کہ کورونا کا بہت بڑا مرض وباء وہ بالکل ہمارے درمیان میں آڑے آئی تھی ہم دو چار،MPA,s اور ساٹھ چونسٹھ MPA,s کو بٹھا نہیں سکتے تھے ۔لیکن جناب اسپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ نومبر اور جنوری کے درمیان اس اسمبلی کی تین سے چار نشستیں ہوئی ہیں ۔اُس دن تو کورونا نظر نہیں آیا لیکن بلوچستان کے ساڑھے 4 سوارب روپے بندر بانٹ کی بات آتی ہے تو اُس میں آپ کورونا بیچارے کو لے آتے ہیں اپنے لیے ایک excuse me بنالیتے ہیں ۔آپ کورونا کو اپنے لیے ایک بہانہ بنالیتے ہیں کہ جناب والا! ہم کورونا کی وجہ سے ملک سکندر صاحب کے ساتھ بات نہیں کرسکے ۔بھائی اُس کی جیب میں کوئی کورونا ہے اُس کے ہاتھوں میں کوئی کورونا ہے اُسی کی گاڑی میں کورونا ہے یا آپ کو بتایا گیا ہے کہ اپوزیشن والوں کے ساتھ سب کو کورونا لگ گیا ہے، لہٰذا آپ نے اسمبلی کے ممبران کے ساتھ بات چیت نہیں کرنی ہے مشاورت نہیں کرنی ہے آپ cabinet کا اجلاس کرسکتے ہیں ۔MPA,s کے ساتھ ڈویژنل سطح کی consultation نہیں کرسکتے تھے چھ، چھ کے ساتھ۔ یہ جناب والا! اُن کی ٹویٹ کا حصہ ہے ۔پھر اُس کے بعد تفصیل کے ساتھ وہ آتے ہیں:

meetings with all administrative departments held for identification of potential sectors and discussion on reviewed revnue targets of current financial year. From 1st week January meetings held with the relevant departments, just simply meetings held with the relevant departments.

بلوچستان میں جتنی meetings ہوئی ہیں ۔میں آپ سے حلفیہ کہوں گا تین سالوں میں بلوچستان میں جتنی meetings ہوئی ہیں بلوچستان کی 70 سال کی تاریخ میں اتنی meetings نہیں ہوئی ہیں ۔meetings سے انڈے تو نہیں نکلتے meetings سے جناب والا! آپ جہاز نہیں اڑ اسکتے

،meetings سے آپ لوگوں کے گھر میں روشنی نہیں لا سکتے ،meetings سے آپ سڑکوں پر حادثات کو نہیں روک سکتے ،ایک چیز ہوتی ہے اُس کو کہتے ہیں عمل درآمد implementation نیک نیتی سے عوام کے ساتھ جڑنا آپ نے عوام کے ساتھ اپنے آپ کو دور رکھ کے کہا ہے کہ ہم نے سینکڑوں meetings کی ہیں ان کا نتیجہ کیا نکلا ہے۔ میں ابھی آپ کی طرف آتا ہوں نتیجہ کی طرف بھی جناب والا! پھر اُنہوں نے ظہور صاحب نے اس پر بات کی ہے وہ فنانس منسٹر ہے میرے چھوٹے بھائی ہے صد احترام کے ساتھ میں اُن کا نام لیتا ہوں لیکن وہ بہت ذمہ دار عہدے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابھی کہتے ہیں کہ جی عوام دوست بجٹ بنانے کی تیاریاں زور وشور سے ہیں تین سال سے جو آپ نے عوام دوست بجٹ بنائے میں حلفیہ کہتا ہوں جب pre-budget discussions ہوتی ہیں تو اُس میں یہی بتایا جاتا ہے۔ جب کوئی باپ اپنے بیٹے کو گھر سے باہر بھیجتا ہے سودا لینے کے لیے 10 روپیہ دے کے واپسی میں وہ تھوڑا سا تیل تھوڑی سی شکر تھوڑی سی مرچ مسالہ لے آتا ہے اُس کو کہتے ہیں result نتیجہ تین سال سے ساڑھے 4 سو ارب ،ساڑھے 4 سو ارب ،1 ہزار ارب روپے آپ کی حکومت نے خرچ کئے ہیں۔ ہمیں کم از کم ہمارے بھائی کی حیثیت سے اسکا result تو بتا دو اُس نتیجہ کو تو دیکھو، کیا آپ نے بلوچستان میں تعلیم کی شرح گرتی ہوئی شرح زوال پذیر شرح ،افغانستان سے بھی گرتی ہوئی شرح ،صومالیہ سے زیادہ گرتی ہوئی شرح کو آپ نے تین سالوں میں ڈیڑھ ہزار ارب روپے لگا کے وہ 36% تھا آپ 40% پر لے گئے۔ even آپ نے دو فیصد increase کی ہے کسی کو آپ جناب والا! اُسکا نتیجہ دیکھیں اُسکو کہتے ہیں out come ہم نے آپ کو out put دیا تھا آپ نے اگر پیسے کی صورت میں input لگایا out-come کا نتیجہ ذرا ہمیں دکھا دیں۔ آپ ہمیں بتا دیں کہ 12 ہزار کینسر کے patients تھے تین سال میں ڈیڑھ ہزار ارب روپے میں ہم نے کینسر کی مد میں ہیلتھ کی مد میں اتنا لگایا ہے ہم نے یرقان کے مریضوں کی تعداد کم کر دی۔ ہم نے کینسر کے مریضوں کی تعداد کم کر دی ،ہم نے جگر کے مریضوں کی تعداد کم کر دی ،ہم نے گردے کے مریضوں کی تعداد کم کر دی ،ہم نے ہسپتالوں میں ادویات فراہم کر دیں۔ یہ اسمبلی فورم ہوتا ہے اپنے نتائج دیکھنے کے لیے اپنا سر فخر سے بلند کریں سر پر پگڑی باندھیں ،باہر ڈھول اور دمامے کریں شادیانے بجائیں چھاؤنی سے بینڈ باجے بھی منگوائیں ادھر بجائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ آپ نے تین سال میں achieve کیا کیا ہے۔ آپ ہر دفعہ کہتے ہیں بجٹ عوام دوست ہے جناب والا! یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے کہ ابھی تک اس صوبے میں 18 لاکھ بچے جو تعلیم سے محروم ہیں اور اُن کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ جناب والا! یہ کیسا عوامی بجٹ ہے جہاں 18 لاکھ نوجوان ابھی تک بے روزگاری کا شکار ہیں روز یہاں ہماری اسمبلیوں کے سامنے

اور ہمارے پریس کلبوں کے سامنے ہم اُن کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اُن کے بٹن توڑتے ہیں۔ اپنی ماؤں بہنوں کے سر سے چادر اٹھتے ہیں کسی کو permanent کرنے کا جھگڑا ہے کسی کو نکالنے کا جھگڑا ہے یہ کہا ہے جناب والا! مجھے بتائیں۔ یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے جس صوبے کی آبادی 1 کروڑ 22 لاکھ ہے اُس میں سے 80 لاکھ لوگ پینے کے صاف پانی سے محروم ہیں یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے جہاں ابھی تک آپ 80 لاکھ لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم نہیں کرسکتے۔ یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے جو آپ نے پہلے بنایا ہے یا ابھی بنانے جارہے ہیں جس میں جناب والا! آپ کی 14 لاکھ بلوچستان کی آبادی hepatitis A,B,C اور یرقان کا شکار ہے یہ زندہ چلتی پھرتی لاشیں ہیں۔ ہر کسی کو ہاتھ لگاؤ کسی لیبارٹری میں لے جاؤ ایک ہزار قسم کی بیماری ہر بلوچستان کے شخص سے نکلتی ہے آدھا لاڑکانہ ہمارے پیسے سے چل رہا ہے وہاں ہماری ساری بسیں مریضوں سے بھر بھر کر جاتی ہیں جو بسیں کراچی جاتی ہیں جو سندھ کو بسیں جاتی ہیں میں حلفیہ کہوں گا سیاحت کے لیے نہیں جاتیں سیاحت کے لیے جاتیں تو پھر یہاں سے میرے بھائی دوست سدا بہار کوچ والوں کی کوچز کاغان جاتیں ناران جاتیں گلگت اور سوات جاتیں ساری کوچز سندھ کے چھوٹے چھوٹے شہروں میں جاتی ہیں کوئی اپنا گردہ نکال رہا ہے کوئی اپنا پِتا نکال رہا ہے کوئی اپنا جگر نکال رہا ہے آدھا بلوچستان جو بیماریوں کا شکار ہے یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے کہ آپ کے ہسپتالوں میں لوگوں کا آپریشن تک نہیں ہوسکتا۔ یہ کیسا آپ کا عوام دوست بجٹ ہے کہ جہاں جناب والا! 70 فیصد بچیاں آج میری بہنیں پڑھ لکھ کر بیٹھی ہیں بلوچستان کی 70 فیصد بچیاں ہمارے ہاتھوں مایوسی اور محرومیوں کا شکار ہیں کہ اُن کے لیے گرلز اسکول تک مہیا نہیں کیا جاسکتا۔ 70 فیصد بلوچستان کی بچیاں جو ہماری مستقبل کی مائیں ہیں ہماری آنے والی نسلوں کی تربیت کرسکتی ہیں۔ جناب والا! 70 فیصد بلوچستان کی بچیاں وہ تعلیم سے محروم ہیں اسکول سے محروم ہیں یہ جناب والا! کیسا عوام دوست بجٹ ہے جہاں بلوچستان کے 98 فیصد نوجوان بشمول ہمارے کسی کو بھی اٹھاؤ جو دنیا کی جتنی نئے digits آئی ہیں جتنی نئی technolgies آئی ہیں جتنے نئے computers آئے ہیں جتنے نئے دنیا میں ایجادات ہو رہے ہیں ان میں سے قسم خدا کی ہم ایک کا بھی استعمال نہیں جانتے، ہم میں سے تو اکثر اپنے اس مائیک کا بٹن بھی نہیں جانتے کہ سیدھا والا دبانا ہے یا الٹا والا، یہ بدقسمتی اس صوبے میں یہ نہیں ہے کہ ہم سب جاہل پیدا ہوئے ہیں۔ یہ اس لیے کہ ایک صوبہ کسی دن یہ بیٹھ کر یہ مشورہ نہیں کرتا کہ اس بلوچستان کے نوجوان کو ہنر مندی کے میدان میں کہاں لے جانا ہے ہمارے بچوں کا جو آنے والا مقابلہ وہ ارتغرل کے گھوڑے اور تلوار سے نہیں ہے دنیا میں technologies سے ہے App سے ہے دنیا میں جدید تعلیم سے ہے ہنر مندی سے ہے ہم لوگوں کو ارتغرل کا

ڈرامہ دکھا کے ابھی تک کہتے ہیں کہ شائد اُن کا اور ہمارا مقابلہ تلوار اور بندوق سے یا گھوڑوں سے ہوسکتا ہے۔ یہ صوبہ جناب والا! کسی دن بھی بلوچستان کے نوجوان کی ہنر مندی، skill development کے حوالے سے ایک حکمت عملی نہیں بتائی تین سال تک ہم نے محنت کی تین سال تک یہاں چیختے رہتے ہیں۔ گلا بیٹھ گیا ہے ہمارے آنسو نکل آتے ہیں اس صوبے کی حالت اور حیثیت پر کہ ایک ایسی قوم کے اندر پیدا گئے ہیں جہاں ہم بیٹھ بیٹھ کر کسی اور جگہ پر خدا جانتا ہے جانور کے سامنے بھی تین سال بات کرتے وہ بھی تھوڑی دیر بعد ہماری زبان بولنا شروع کر دیتے۔ لیکن یہاں کے حکمران ایک سیکنڈ کے لیے اپنے مفادات کے لیے اپنے بچوں کے لیے اپنے علاقوں کے لیے تو کم از کم ہماری تجاویز پر عملدرآمد کریں۔ ہمارے علاقوں کو تو اُنہوں نے کالونیز سمجھی ہوئی ہیں۔ اپوزیشن کے علاقے تو فلسطین ہیں اپوزیشن کے علاقے تو کشمیر ہیں اپوزیشن کے علاقے تو یمن بنے ہوئے ہیں وہاں تو یہ غربت بے روزگاری منشیات سرعام پھیلانا چاہتے ہیں تاکہ کل ثناء بلوچ سے لوگ ناراض ہوں کیونکہ غریب لوگ کیا جانتے ہیں حکومت نہیں کرتی وہ تو کہتے تھے آپ کو ایم پی اے بنا کے بھیجا آپ لوگ کچھ نہیں کرتے ان کو پتہ نہیں ہے پانی کسی اور سے ملا ہے۔ جناب والا! یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے آپ مجھے بتائیں حلفیہ آپ مجھے بتائیں موسیٰ خیل میں رہتے ہیں بلوچستان کی human development index میں یہ رپورٹ ہے 2020 کی جس میں پوری strategy کر دی گئی ہے۔ بلوچستان کی ساری بیماریوں کا بتایا گیا ہے اس کے تحت موسیٰ خیل کا نمبر 99 پہ آ رہا ہے۔ آپ کے بعد آواران ہے دونوں اسپیکر صاحبان کے اضلاع تاریخ پاکستان دنیا کے بدترین پسماندہ ترین اضلاع میں شمار ہوتے ہیں آپ بتائیں جناب والا! (ڈیسک بج رہے ہیں) آپ مجھے بتائیں آپ کے اضلاع میں کتنے فیصد لوگوں کو بجلی میسر ہے میں حلفیہ یہ بتاؤں گا دس فیصد لوگوں کو بھی بجلی میسر نہیں ہوگی ماسوا آپ کے ٹاؤن میں جناب والا! یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے جب بلوچستان کی 70 فیصد آبادی ابھی تک کرون وسطیٰ کے دور میں رہتی ہے ابھی تک چراغ لالٹین جلاتا ہو خدا ان لوگوں کو رحمت کرے جنہوں نے سولر سسٹم بنایا تھوڑی بہت لوگ ابھی تک روشنی چل جاتی ہے جناب والا! یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے۔ فیضان کی بھی بات ہو رہی ہے اس شہید نوجوان کی مجھے اس کی لاش یاد ہے رمضان المبارک کا مہینہ تھا افطاری کے بعد دس ساڑھے دس بجے یہ واقعہ رونما ہوا ساڑھے دس بجے کے بعد میں اور اختر حسین لانگو صاحب جب سول ہسپتال پہنچے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ وہاں جمع تھے ہسپتال میں جناب والا! کسی کے لیے بیٹھنے کی جگہ دور کی بات ہے کسی لاش کو رکھنے کے لئے ایک ثابت اسٹریچر تک نہیں ہے یہ بلوچستان کا سنڈیمن پراونشل ہسپتال ہے۔ سنڈیمن صاحب بنا کے گئے ان کو پتا نہیں تھا کہ میرے نام کے پیچھے یہاں اسپتال

نہیں مذبح خانہ ہوگا یہاں اسپتال کی سہولت نہیں ہوگی یہ اسپتال نہیں مذبح خانہ بنے گا سنڈیمن کے نام پہ آج بھی جائے وہ بہت ہی سنجیدہ آدمی تھا ہم پہ عزیمت کی اس نے سامراج تھا جو کچھ بھی تھا۔ جناب والا! آپ کس عوام دوست بجٹ کی بات کرتے ہیں کہ پانچ ہزار کے قریب بلوچستان میں سکولوں کی عمارتیں نہیں ہیں آپ کس عوام دوست بجٹ کی بات کرتے ہیں جس میں جناب والا! سالانہ دس ہزار کے قریب افراد آپ صرف چھوڑے یہ تقریباً اس سال کے پہلے تین سے چار مہینے میں اس وقت ساڑھے تین سو، 375 کے قریب لوگ جو ہے شہروں سڑکوں پر حادثات میں لقمہ اجل بن گئے ہیں ۔آج تک حکومت میں بیٹھ کر فیڈرل گورنمنٹ کو dualization نہیں کرتا شاہراہیں نہیں بناتا۔ ہمارے پاس 450 ارب کا بجٹ ہے ہم اس کو کیسے reappropriate کریں، اخراجات کم کریں ڈویلپمنٹ کے side میں چالیس ارب ہے پچاس ہے ساٹھ ہے لوگوں کی تنخواہیں دوسری چیزیں adjustment کر کے کیسے آپ نے دو چار اپنی محفوظ سڑکیں بنائیں ۔ جناب والا ! تین بھائی پشین کے عید منانے آرہے تھے ان کے بہن بھائی ماں باپ کو کیا پتہ تھا خونی شاہراہ پر عید منانے کے بجائے تین لاشیں تین جنازے تین قبریں ایک ساتھ بنیں گی۔ جناب والا! یہ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے خداوند تبارک وتعالیٰ نے ایک گھر میں ایک ماں کو ایک باپ کو ایک دن میں تین لاشیں دینے کا کبھی بھی کہیں پہ کوئی سوچ نہیں سکتا یہ ہم انسان اپنے لوگوں کو خود لقمہ اجل بناتے ہیں آپ کی غلط پالیسی کی وجہ سے جناب والا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: :ثناء بلوچ صاحب! آپ مختصر کریں۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: sir دیکھیں! ایجنڈا ہے میں آپ کو بتاؤں جناب اسپیکر صاحب یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے کہ جس میں ستر ہزار کے قریب بلوچستان میں معذور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر، جن کو ادویات میسر نہیں۔ کپڑے میسر نہیں۔ جوتے میسر نہیں۔ ریڑھی اور سٹریچر میسر نہیں وہ کیا کہتے ہیں معذوروں کے لیے جو ٹرالیاں ہوتی ہیں wheel chair تک ان کو میسر نہیں تو جناب والا ستر ہزار معذور افراد کو جو ہے آپ کم از کم ایک سوشل سپورٹ سکیم نہیں بنا سکتے یہ کیسے آپ کا عوام دوست بجٹ ہوسکتا ہے یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے حبیب نالے کی documentary کل پرسوں انٹرنیشنل میڈیا پر چلا ہے۔آپ یہاں سے ایک پتھر پھینکیں وہ حبیبِ نالے میں جا کے گرے گا۔جس صوبے میں پانچ لاکھ خوبصورت نوجوان اپنے ماں باپ کا آنکھ کا تارا جہاں پر روز بلوچستان بلیدہ سے لے کر خاران سے لے کر ہر جگہ منشیات کے خلاف ریلیاں نکلتی ہیں۔ گوادر اور مکران میں پانچ لاکھ نوجوان جہاں پر منشیات کا شکار ہو اور ہر گزرتے دن کے ساتھ ہزاروں منشیات فروشوں کی

منشیات استعمال کرنے والوں میں اضافہ ہو یہ کون سا عوام دوست بجٹ ہے؟۔ میں اسی لئے گنوار ہا ہوں جناب والا کہ مجھے وہ ایک Result بتا دیں پچھلی بجٹ کا کہ انہوں نے ہماری مرضی سے نہیں بنایا آپ ہمیں ایک رزلٹ بتا دیں میں حلفیہ کہوں گا آئندہ اجلاس میں۔ انا چھوڑ دیں گے۔ آپ لوگوں نے جو بجٹ بنایا تھا اس سے آپ نے یہ چیزیں takeover کر لی جناب والا سب سے بڑا ہمارے ماتھے پہ داغ یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے ہم کہاں جا کے لوگوں کو بتائیں آپ نے پاکستان میں باقی تین صوبوں میں کہاں جا کے بیٹھ کے بتائیں یا بین الاقوامی سطح پر رپورٹ لکھنے والوں کو بتائیں آپ نے غلط لکھا اس رپورٹ میں شامل ہے۔ یہ کیسے جناب والا عوام دوست بجٹ ہے جہاں پر آپ کے صوبے کے 62 فیصد بچے غذائی قلت، یعنی نیم بھوک جس کو کہتے ہیں (لنگڑی ناشکارۓ)۔ بھوک کا شکار ہوں آپ کے 62 فیصد بچے یہ جو جن کے قد چھوٹے ہوتے ہیں تعلیم حاصل نہیں کر سکتے پاگل ہو جاتے منشیات کا استعمال شروع کر دیتے ہیں پھر بدامنی کی طرف چلے جاتے ہیں یہ کہاں سے ہوتے اسی لئے جناب والا آپ اگر جانور کے بچے کو بھی خوراک نہ دیں وہ بھی جناب والا آپ کو ایک اچھا product نہیں دے سکتا۔ تو آپ کے پانچ لاکھ بچے بلوچستان میں غذائی قلت کے شکار ہیں کہاں ہے آپ کا بجٹ اور strategy paper جناب والا ایک ایسے عوام دوست بجٹ ہے جس میں پانچ لاکھ کے قریب زمیندار خشک سالی، مہنگائی، کھاد کی مہنگائی، بجلی کی عدم فراہمی، infrastructure کی عدم دستیابی کی وجہ سے روڈ اور سڑکوں کی وجہ سے خودکشیوں پر مجبور ہو گئے ہیں۔ پہلے آپ سنتے تھے باہر ملکوں میں زمیندار خودکشیاں کر رہے ہیں میں جس زمیندار سے بھی ملتا ہوں ایمانداری سے سفید پوش زمیندار وہ اپنے گھر سے نہیں نکل سکتا۔ وہ کہتا ہے کہ میں صرف روزی روٹی کے لیے اور ایک جناب والا یا ایک ٹیوب ویل سے یا ایک کاشتکار سے زمیندار سے جناب والا 20 سے 25 گھرانے روٹی روزی کھاتے ہیں صوبائی حکومت آج تک روزگار نہیں دے سکتا یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے کھاد کی قیمتیں کم نہیں کر سکے۔ آپ عطیات فراہم نہیں کر سکے آپ بجلی فراہم نہیں کر سکے جناب والا یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے کہ ایران کی سرحد پر اور یہاں افغانستان کی سرحد پر آپ کے تقریباً آٹھ لاکھ کے قریب نوجوان وہ بارڈر پر جو ہے بھوک اور پیاس میں جانوروں جیسی زندگی گزار رہے ہیں جو یہاں پر بنیادی تجارت کرتے تھے آپ نے تجارت کا خاتمہ کر کے تجارت اور ساری زمین بند کر دی ان کے لیے روزی اور روزگار کا دروازہ بند کر دیا آٹھ لاکھ نوجوان جو دس ہزار کے قریب زمباد گاڑی کو کہتے ہیں زمباد ایرانی میں کہتے ہیں اُن کو زمباد گاڑی جو انہوں نے خریدی تھی جناب والا آج وہ نوجوان میں آپ کو حلفیہ یہ کہتا ہوں سب کے سب depression کا شکار ہے کوئی آ کے مجھے کہہ رہا ہے کہ غلیل اٹھا کے پہاڑ پہ جاؤں گا کوئی

بندوق اٹھا کے پہاڑ پہ جانے کی بات کرتا ہے۔کوئی لاٹھی اٹھا کر میرے اور ظہور کے ساتھ مرنے کی بات کرتا ہے یہ نوجوان کریں گے کیا تعلیم آپ نے نہیں دی سکول آپ نہیں دیتے صنعتیں اور کارخانے آپ نے نہیں بنائے۔ بجلی کا نظام آپ نے بلوچستان میں متعارف نہیں کروایا۔ان کی چھوٹی موٹی سرحد سے تجارت ہے اس کو بھی آپ نے بند کر دیا ایسے لگ رہا ہے جیسے خدانخواستہ ایسے لگتا ہے جیسے World Trade Organization کے تحت کام کرتے ہیں وہ بہت بڑے بزنس مین ہیں۔ساری جمع پونجی ایک جناب والا 8 سے 10 اپنی بھیڑ بکریاں بیچ کے انہوں نے یہ کاروبار شروع کیا۔آج ان پر اس طرح کی پابندیاں لگائی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب آپ کا ٹائم پورا ہو گیا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: sir میں آخر میں آ رہا ہوں جناب والا کوئی بھی بجٹ اسی لئے بنایا جاتا ہے یہ کیسے عوام دوست بجٹ ہے یہ رپورٹ ہے بلوچستان کی جو شرح نمو ہے جس کو کہتے ہیں development and economic growth یہ پوری رپورٹ ہے اس میں سے ایک میں ثناء اللہ بلوچ advisory council کا ممبر تھا اور وہ بھی جو بلوچستان کے حوالے سے رپورٹ دیں اس میں بھی میں شامل نہیں تھا اس لیے میں نے کہا یہ باقی سارے جناب والا باہر کے لوگوں نے یہ بنایا ہے۔حفیظ پاشا صاحب جیسے world class author نے اس کو بنایا ہے۔اس میں جناب والا بلوچستان اپنا چہرہ اور اپنا ماتھا اپنا گریبان اس میں دیکھ سکتے ہیں اس میں جناب والا اس میں لکھا ہوا ہے ماسوائے بلوچستان کے پاکستان کے تمام صوبوں میں شرح نمو، economic growth, development of progress بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے جو میں بار بار کہتا ہوں خیبر پختونخوا کا صوبہ پاکستان کے 12 فیصد آبادی ہے لیکن ہنرمندی اچھی تعلیم اچھی حکمت عملی اچھا بجٹ اچھے intervention کی وجہ سے آج وہاں کی جو remittances ہیں، یعنی بیرون پاکستان سے جو پیسے بھجوائے جاتے ہیں وہ 22 فیصد ہیں اس لیے ان کی آدھی نوجوانوں کی آبادی وہ اچھی سی تعلیم حاصل کر کے بیرون ملک جا کے اچھا روزگار کرتے ہیں۔آپ ان کو تو روزگار دے ہی نہیں سکتے۔آپ کسی دن ہمارے ساتھ بیٹھے ہیں۔ہم اپنے نوجوانوں کے لیے کیا بنائیں۔کاغذ کے ٹکڑے آپ کے ہاتھ میں۔لیپ ٹاپ اپنے سامنے رکھے آپ لوگ جو ہے edit کر کے صبح سے شام تک سیمنٹ اور سریا کی سکیمیں ڈال کے آپ ہمارے لوگوں کو سیمنٹ اور سریا کھلائیں۔آپ دو چار اور کارخانے لگا کے لوگوں کو آٹے کی بجائے سیمنٹ گوندھیں۔اور اس کی روٹی بنا کے کھائیں اور پھر اس طرح بلوچستان ترقی کرے گا۔آپ نے بلوچستان کو مذاق بنایا۔یہ پیسہ عوام کا ہے۔میں اور ظہور دو وقت کی روٹی بھی اپنے گھر میں نہیں کھا سکتے۔یہ ٹیکس کا پیسہ ہے۔یہ

غریب چینی، تیل خریدتے ہیں، شناختی کارڈ بناتے ہیں ٹیکس دیتے ہیں۔ یہ اُن کا پیسہ ہے جو جمع ہوتا ہے اُنکو ملنا تھا جو پی ایس ڈی پی کی شکل میں بنتا ہے۔لیکن ہماری اور آپ کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے یہ سارا پیسہ جناب والا! یہاں پر غلط اسکیمات کی نذر ہوتا ہے۔ جناب والا یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے جہاں پر لوگ امن، اعتماد اور سکون سے رہتے یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے جہاں پر 70 ارب روپے خرچ کرنے کے باوجود بلوچستان میں ہر دوسرے دن لاشیں گر رہی ہیں؟۔ ہر دوسرے دن چوراہے پر، افطار کے وقت، افطار کے بعد، سرینا ہوٹل میں آپ کے کوسٹل ایریا میں آپ نے بدامنی اتنی بڑھا دی ہے یہ کیسا عوام دوست بجٹ ہے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ثناء بلوچ صاحب آپ کا ٹائم پورا ہو گیا۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: میں آخر میں کچھ تجاویز بھی دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تجاویز میرے خیال سے مانیں گے نہیں۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: sir آپ بھی یہ بات مانتے ہیں کہ یہ مانیں گے نہیں۔ خدا اِن کو ہدایت کرے۔ میرے لیے نہیں، بلوچستان کے غریب عوام کے لیے۔ جناب والا! یہ پی ایس ڈی پی پڑی ہوئی ہے۔خاران سے ان کی بڑی دشمنی ہے۔ایک پہلا ایک سکیم اریگیشن کا جو تھا ابھی تک آج تک اس لئے منظور نہیں کیا، خدا اور رسول ﷺ کو مانیں۔آپ سے آخرت میں پوچھا جائے گا اس لیے نہیں پوچھا جائے گا" کہ وہاں کا منتخب نمائندہ اپوزیشن سے تھا اس لیے ہم نے اُس کو نہیں دیا"۔ وہاں کے ایک لاکھ پچاس ہزار ساٹھ ہزار کی آبادی کی اسکیمیں آپ روک روک کر کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟۔آپ چاہتے ہیں کہ لوگ کل میرے خلاف بغاوت کر لیں۔نہیں جناب والا یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔لوگوں میں یہ شعور ہے۔آج بلوچستان کی ترقی کا پہیہ رُک گیا ہے تو غلط پالیسیوں کی وجہ سے رک گیا ہے۔آج بلوچستان میں بدامنی بڑی ہے تو غلط پالیسیوں کی وجہ سے بڑی ہے۔آج بلوچستان میں منشیات بڑی ہے غلط پالیسی کی وجہ سے بڑا ہے۔آج اسلام آباد کے خلاف نفرت بڑھی ہے تو بلوچستان کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے بڑھی ہے۔آج بلوچستان میں منشیات بڑھا ہے غلط پالیسیوں کی وجہ سے بڑھا ہے۔آج اسلام آباد کے خلاف نفرت بڑھی ہے بلوچستان کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے بڑھی ہے۔آج بلوچستان کا نوجوان دوبارہ ہاتھ میں لاٹھی اٹھانے کی بات کرتا ہے آپ کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے۔ جو لوگ بھی بلوچستان کی اِن پالیسیوں میں شریک ہیں، اُن کو یہ سوچنا ہوگا کہ بجٹ کوئی معمولی چیز نہیں ہوتی۔ابھی تک ٹائم ہے۔15 سے 25 دن ہیں۔اگر، جس طرح ملک صاحب نے کہا پری بجٹ 115(A) کے تحت پری بجٹ ڈسکشن آپ یہاں پر لے آئیں۔آپ کے جو سارے مرض میں نے بلوچستان کے بتائے ہیں آپ ہمیں بتائیں

کہ آپ نے ان کو حل کرنے کے لیے یہ پیسہ ادھر لگا رہے ہیں۔ میں آپ کو حلفیہ یہ بتاؤں گا ہم اپنے گھر کے لیے، اپنی ذات کے لیے تو نہیں مانگ رہے ہیں۔ آپ لوگ تو پھر بھی گاڑیاں خرید کر بیٹھ رہے ہو اس میں۔ اپوزیشن کو تو گاڑیاں خرید کے نہیں دی ہیں ہمیں تو تیل بھی نہیں ملتا۔ ہمیں تو آپ کی subsidies نہیں ملتی ہیں۔ ہم تو اپنی زندگی اپنی غریبی میں گزارہ کر رہے ہیں لیکن کم از کم بلوچستان کے عوام کا جو پیسہ ہے۔ آج جس فلسطین اور کشمیر کی ہم بات کرتے ہیں۔ ہر پانچ فروری کو کشمیر کے لئے ظہور صاحب بھی اِتنا بڑا جھنڈا اُٹھا کے جاتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ وہاں پر کتنے لوگوں کو بجلی فراہم ہے۔ جناب والا! کشمیر میں تعلیم کی شرح 87% ہے۔ کشمیر میں بجلی لوگوں کو بائیس گھنٹے اور شہروں میں چوبیس گھنٹے اور کچھ شہروں میں بائیس گھنٹے مہیا ہے۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے ہم سے پارٹی دشمنی آپ سے صحیح، لیکن کشمیریوں کی جتنی تعلیم، بجلی دے دیں جو انڈیا اُنکو دے رہا ہے۔ آپ تعلیم اِتنی ہمیں دے دیں جو اسرائیل فلسطینیوں کو دے رہا ہے۔ فلسطین میں 99.9% تعلیم کی شرح ہے۔ اچھی رہائش اور بجلی کی فراہمی کی، باقی جھگڑا اُنکی زمین، عزت، حقِ حاکمیت، اُنکے مقدس جگہوں کا ہے۔ لیکن بلوچستان میں جناب والا آپ نے مقدس جگہیں تو اپنی جگہ یہ اشرف المخلوقات اور مقدس انسانوں کو جو ہے آپ کچھ نہیں سمجھتے اُن کو جانور سمجھتے ہیں۔ اُنکے لئے پالیسیاں نہیں بناتے ہیں۔ محترم اسپیکر صاحب مَیں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں لیکن مَیں آپ سے ایک رولنگ ضرور چاہوں گا۔ ہم نے اور ملک صاحب نے اس کی طرف اشارہ کر دیا رولز آف پروسیجر کے (A)115 کے تحت انہوں نے نہیں کیا ہے کہ آپ کے اس ہاؤس کی وقعت، حیثیت اور اس کے قواعد وضوابط کے خلاف ورزی ہے۔ اگر آپ اس پر نوٹس لیں گے سر آنکھوں پر، آپ نوٹس نہیں لیں گے ہم تمام اراکین ابھی آپ کو ایک privilege motion تحریک استحقاق جمع کرتے ہیں چاہے حکومت کے خلاف، حکومت کے اراکین کے خلاف، تاکہ وہ جو ہے وہ کم از کم اس پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں۔ اور بجٹ جو ہے، تو مَیں اِسی اُمید کے ساتھ ظہور صاحب! کہ آپ جو ہے بلوچستان کو بلوچستان سمجھیں گے۔ اس کو قبرستان میں اس کو جو ہے مسائلستان میں اس کو جو اور جو کیا کہتے ہیں غریبستان میں، اس کو صحرائستان میں تبدیل کرنے کی بجائے بلوچستان رہنے دینے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ظہور بلیدی صاحب۔

وزیر محکمہ خزانہ: شکریہ جناب اسپیکر۔ (مداخلت)۔ مَیں بولوں گا آپ کو guidance مل جائے گی۔ (مداخلت۔شور)

(اِس مرحلہ میں جناب قادر علی نائل، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب چیئرمین: آپ لوگ بیٹھ جائیں یہاں پر جو ترتیب ہے وہ کریں گے۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: .Thank you Mr.Chairman میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے مجھے اس اہم موضوعات پر جو اپوزیشن نے ریکوزیشن دی ہے اُس پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب چیئرمین! عموماً بجٹ ہر حکومت کا یا سالانہ میزانیہ ہر حکومت کا وہ بنیادی دستاویز ہوتا ہے جو وہ پیش کرتا ہے۔ اُس سے پہلے جس طرح میرے دوستوں نے کہا کہ (A)115 جس میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ فروری سے لے کر اپریل تک حکومت پر لازم ہے کہ وہ ایک اجلاس بُلائے اسمبلی کا جس میں pre-budget اُس پر بحث ہو اور اراکین اسمبلی سے اُس میں یہ بات نہیں کی گئی ہے کہ آپ نے حکومتی ممبران سے آپ تجاویز لے لیں۔ اُس میں کہا گیا ہے کہ pre-budget اجلاس میں آپ تمام اراکین سے آپ تجاویز لے لیں۔ آج مئی کی 19 تاریخ ہے۔ اور جون میں اگلے ماہ شاید پہلے ہفتے میں ہو یا دوسرے ہفتے میں ہو حکومت اپنا بجٹ پیش کرے۔ لیکن ایسے اراکین ایسے ہم اراکین ہیں اپوزیشن کے آج تک ہمیں کسی بھی طرح اعتماد میں نہیں لیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! جب آج ہمیں اعتماد میں نہیں لیا جا رہا ہے جب رواں بجٹ 21-2020ء کی ہم بات کریں جو اِنہوں نے پیش کیا تھا اور اُنہوں نے بہت سارے وعدے وعید کیئے تھے۔ اور اُنہوں نے کہا تھا کہ ہم آسمان سے تارے اُتار کر لائیں گے ہم شہد اور دودھ کی نہریں ہم جو ہیں بہائیں گے لیکن آج جناب چیئرمین! آج یہ بجٹ اپنے اختتام کا، اب یہ بجٹ جون کے 30 تاریخ کو close ہوگا۔ مجھے بتایا جائے کہ اِس حکومت نے کتنے پیسے lapse کیئے ہیں حکومت نے کتنے پیسے surrender کیئے ہیں کتنا کام ہوا ہے؟۔ ہاں یہ ضرور ہوا ہے کہ اِن کے وزراء نے حکومتی ایم پی ایز نے سڑک اور روڈوں اور نالیوں پر کروڑوں اربوں روپے اپنے جیبوں میں ڈالا۔ آج ساری دنیا کہہ رہی ہے آج آپ دیکھ لیں سارے لوگ کہہ رہے ہیں یہ بات زبانِ زدِعام ہیں کہ کتنا اِنہوں نے ایک ایم پی اے نے ایک وزیر نے پندرہ فیصد سے لیکر بائیس فیصد تک اِن کا کمیشن بن رہا ہے۔ یہ باتیں سارے سیکرٹریٹ میں لوگ بول رہے ہیں ایک اسکیم کا میں بتاؤں گا کہ اس اسکیم میں اِس بندے نے جتنی کرپشن کی ہے کہاں ہے وہ NAB کہاں ہے وہ Anticorruption کے ادارے کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے یہاں پر گذشتہ ڈھائی سالوں میں اُنہوں نے اپنے لئے کروڑوں روپے کی کوٹھیاں لی ہیں۔ یہ ہے اس حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ کہ انہوں نے اپنے وزراء کو، اپنے ایم پی اے کو یہ موقع فراہم کیا کہ وہ آج لوگ ارب پتی بن گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! ابھی آپ لے لیں اِس عوام دوست بجٹ کا، میرے دوست نے تفصیل سے کہا، اِس عوام دوست بجٹ میں کیا کیا ہے اِنہوں نے۔ آپ اسکولوں کا، آپ ایجوکیشن لے لیں

اُنہوں نے یہ کیا کہ ہماری ایک یونیورسٹی تھی بولان میڈیکل یونیورسٹی، اِن کی سازش سے اُس بولان میڈیکل یونیورسٹی کو، یہ دنیا میں پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ کسی یونیورسٹی کو اُس کو کالج میں تبدیل کرو۔ اِس حکومت نے وہ میڈیکل یونیورسٹی کو کالج میں تبدیل کیا۔ آج ہم میڈیکل یونیورسٹی سے محروم ہوگئے۔ جبکہ ہماری حکومت کے دوران آپ جا کر کے دیکھیں یہ زرعی یونیورسٹی، ایگریکلچر یونیورسٹی اُس کا شاندار بلڈنگ آپ کے سامنے ہے۔ وہ ہمارے دَور میں وہ یونیورسٹی قائم ہوئی ہے۔ ہم نے اپنے دَور میں میڈیکل کالجز، میڈیکل یونیورسٹی، کیڈٹ کالجز، ریزیڈینشل کالجز، یہ سب ہم نے بنا کے دیئے ہیں۔ آپ نے کیا کیا۔ آپ نے ہمارے بنائے ہوئے اسکیمات کو اپنے نام کیا۔ جناب اسپیکر! ابھی سلیکٹیڈ وزیراعظم آئے تھے گورنر ہاؤس، وزیراعلیٰ ہاؤس میں بیٹھ کر انہوں نے کچھ منصوبوں کا افتتاح کیا تھا۔ اس میں ساری وہ حقیقت پر مبنی تھی۔ میں ایک اسکیم آپ کو بتانا چاہتا ہوں مسٹر چیئرمین! کہ 2017ء میں ہمارے دَور میں وفاقی پی ایس ڈی پی میں ہم نے زیارت کراس، کچھ ہرنائی سنجاوی روڈ کے feasibility study ہم نے کرائی اس کا سروے رپورٹ ہوا اس پر 19-2018 میں اس کی سی ڈی ڈبلیو پی ہوئی یعنی سینٹرل ڈویلپمنٹ ورکنگ باڈی کا اجلاس ہوا، ایکنک میں چلا گیا۔ ایکنک سے پاس ہوا پھر ان کی حکومت نے وہ اسکیم، ہم نے ایک ارب روپے اس کے لئے رکھ دیئے انہوں نے cut لگائی پچاس کروڑ کی۔ اور پھر جا کر کے 2020ء کے بجٹ میں انہوں نے پورا اسکیم جو ہے انہوں نے نکال دیا۔ ہم گئے ہمارے پارٹی کے عبدالرحیم زیارتوال وہ عدالت گئے عدالت نے وہ اسکیم دوبارہ ڈالا آج یہاں وزیراعظم آئے اس اسکیم کا افتتاح کیا جس کا وزیراعظم کو پتہ ہی نہیں تھا۔ مسٹر چیئرمین یہ ہے اس حکومت کی دھاندلی کا، اِس کے دروغ گوئی کا۔ اس کے غلط بیانیوں کا۔ اس حکومت نے جو کارنامے انجام دیئے۔ جناب چیئرمین! آپ ہیلتھ کے شعبے لے لیں حکومت کا دعویٰ ہے کہ ہم نے کورونا میں بہت کارنامے سرانجام دیئے ہیں جناب چیئرمین کرونا میں چھ ارب روپے اس حکومت نے ہڑپ کر لیے چھ ارب روپے یہ خود بتا رہے ہیں اور یہ لوگ سوائے اس کے کہ ہماری ایک کروڑ 23 لاکھ آبادی میں محض دو لاکھ لوگوں کا ڈیڑھ سال کے بعد شاید اُس سے بھی زیادہ عرصے کے بعد محض دو لاکھ لوگوں کے ٹیسٹ ہوئے۔ اور ویکسینیشن کا جہاں تک تعلق ہے جناب چیئرمین! ابھی تک انکے دعوے کے مطابق ایک کروڑ 23 لاکھ آبادی میں محض 31 ہزار چھ سو 69 یا شاید اُس سے زیادہ ویکسینیشن انہوں نے کی ہیں۔ اور یہ اتنے سخی ہوگئے کہ انہوں نے پنجاب حکومت کو پچیس ہزار ویکسین آپ نے واپس کر دیئے یہ پچیس ہزار ویکسین آپ نے اپنے لوگوں کو نہیں لگایا۔ آپ نے پنجاب حکومت کو واپس کیا۔ جناب اسپیکر! یہ ہمارا فاطمہ جناح ٹی بی سینیٹوریم ہے اس میں ایک آپ کا آکسیجن پلانٹ ہے وہ بھی خراب پڑا ہوا ہے وہ مریض

جن کو آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے Covid میں ان کے پاس آپ کے پاس کوئی وہاں پر بندوبست نہیں ہے اس وقت بھی آپ کے پاس محض چھ سات وینٹیلیٹر بیڈ پڑے ہوئے ہیں باقی آپ کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور بولان میڈیکل یونیورسٹی میں جو کالج ہے ابھی، وہاں پر گیس کا کوئی پلانٹ وہاں موجود نہیں ہے۔ اور یہاں سول ہسپتال میں محض تیس عدد سلنڈرز پڑے ہوئے ہیں۔ یہ ہے اس حکومت کا حال اور اس حکومت نے بڑا خطرناک کام ہے۔ ہمارا وہ ہسپتال جو امراضِ دل کا ہسپتال تھا جو یہاں پر آپ کے حلقے میں بننا تھا۔ جہاں یہ اسپنی روڈ، پشتونخوا چوک ہے اس کے سامنے 23 ایکڑ زمین پڑی ہوئی تھی وہاں بننا تھا انہوں نے وہ جو امراض قلب کا ہسپتال تھا ہارٹ کا وہ جا کر کے وہ دور کینٹ میں انہوں نے قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ آپ کو کس نے حق دیا ہے کہ عوام کا ہسپتال وہ جا کر کے آپ جو ہے ناں وہاں کینٹ میں قائم کریں؟۔ کینسر ہسپتال آپ نے کھا لیا اُس پر کچھ کام نہیں ہو رہا ہے۔ یہ ہے آپ کی ہیلتھ کی۔ باقی جناب چیئرمین یہ سول ہسپتال کی آپ حالت دیکھ لیں۔ بولان میڈیکل کالج کی آپ حالت دیکھ لیں۔ اس بی ایم سی کی حالت آپ دیکھ لیں۔ ابھی آپ جا کر دیکھ لیں کیا سہولت وہاں پر موجود ہے؟۔ تمام صوبے کے ڈسٹرکٹس میں آپ جا کر دیکھیں پشین یہاں سے چالیس کلو میٹر دور ہے وہاں پر ابھی روزوں میں سید نصر اللہ آغا کو دل کا دورہ پڑا۔ اُس کو جب ہسپتال لایا وہاں پر آکسیجن نہیں تھا وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں تھا وہاں پر کوئی چیز موجود ہی نہیں تھی۔ وہ بیچارے کو جب کوئٹہ شفٹ کیا جا رہا تھا سید نصر اللہ آغا وہ راستے میں جاں بحق ہو گیا۔ یہ آپ کے ہسپتالوں کی حالت ہے آپ خضدار میں جا کے دیکھ لیں آپ نے اپنے چمن میں اپنے ہسپتال کو ڈی ایچ کیو ہسپتال کو آپ نے ایف سی کے حوالے کیا ہے۔ آپ کے پاس تو یہ اہلیت ہے ہی نہیں۔ آپ کے وزیر کے پاس یہ اہلیت نہیں ہے کوئی آپ کا وزیر نہیں ہے۔ بلدیات کا وزارت وزیراعلیٰ کے پاس پی اینڈ ڈی وزارت وزیراعلیٰ کے پاس صحت کی وزارت وزیراعلیٰ کے پاس باقی ہر چیز وزیراعلیٰ کے پاس ہے اور یہ آپ کی ہیلتھ کی حالت ہے۔ جناب چیئرمین! یہ حالت ہے اب آتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: conclude کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئرمین آنے والے بجٹ کی جس طرح انہوں نے اپوزیشن کے حلقوں کو بالکل ignore کیا اور مجھے حیرت ہے وزیراعلیٰ کی جو پوسٹ ہوتی ہے وہ بڑی قد آور ہوتی ہے ان کی خصوصیات ہونی چاہیے مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ وزیراعلیٰ نے خود فائل پر لکھا تھا کہ یہ، یہ، پی ایس ڈی پی نمبر، approval انہوں نے دی ہے بعد میں فائل پر لکھا ہے has not approved میرے حلقے کے، ملک صاحب کے حلقے کے، اختر حسین، احمد نواز کے وزیراعلیٰ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ ان ان

اسکیمات کی authorization نہیں کرو یہ کیسے وزیر اعلیٰ ہے اتنی حرکتیں کر رہا ہے اس لیول پر کہا گیا ہے کہ وہ محض چند کروڑ کے منصوبے ہیں، عوام کے منصوبے ہیں۔ میں اپنے حلقے کے عوام کو کہنا چاہ رہا ہوں۔ میں اپوزیشن کی نمائندگی پر تمام اپوزیشن کہ آپ کے حلقوں میں اپوزیشن کے حلقوں میں آج کام نہیں ہو رہا ہے۔آج وہاں ڈویلپمنٹ نہیں ہو رہی ہے ہیلتھ کے شعبے میں، ایجوکیشن میں نہیں ہو رہی ہے۔سڑکیں وہاں نہیں بن رہی ہیں۔باقی کام نہیں ہو رہا ہے۔یہ اس عوام دشمن حکومت کا کارنامہ ہے۔

جناب چیئر مین: conclude کرلیں ٹائم ختم ہو گیا ہے آپ کا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اِس حکومت نے اپوزیشن کے حلقوں کا کم از کم 23 حلقے ہیں صوبے کی آبادی ہے پوری آدھی آبادی ہے، وہ ڈویلپمنٹ سے محروم ہیں، اس کے ذمہ دار یہ حکومت ہے۔اس حکومت کو جواب دینا ہوگا جناب چیئر مین۔۔۔

جناب چیئر مین: نصراللہ زیرے صاحب! آپ کا ٹائم ہو گیا ہے conclude کرلیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں آپ کو بتا تا چلوں جناب اسپیکر! اب آنے والا بجٹ ہے، یہ حکومت یہ خام خیالی چھوڑ دے۔آپ نے پہلے بھی وعدے وعید کئے تھے ایک وعدہ بھی اس حکومت نے ایفاء نہیں کیا اس دفعہ اس اپوزیشن نے فیصلہ کیا ہے انشاءاللہ آپ کو یہ سب کچھ مہنگا پڑے گا۔جب یہاں پر ہزاروں لوگ نکلیں گے۔یہاں پر گورنر ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس آپ کا ریڈ زون یہ پورا بلاک ہوگا ہزاروں لوگ ہونگے یہ حکومت مزید چلنے کے قابل نہیں ہے۔مسٹر چیئر مین! آپ سن لیں جناب چیئر مین! ابھی ہم آتے ہیں امن وامان پر۔۔۔

جناب چیئر مین: مختصر کرلیں آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یہ میرے سامنے تصویر ہے اِس نوجوان کا کیا قصور تھا؟۔میں اُس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا مجھے اطلاع آئی کوئی ساڑھے دس بجے کے قریب یا پونے گیارہ، مَیں گیا ہسپتال، مَیں نے خود اِس نوجوان کو جہاں گولی لگی تھی اس نوجوان کا کیا قصور تھا؟۔جناب چیئر مین! یہ حالت ہے۔اور ابھی چمن جو صورتحال ہے، اِس فیضان کے شہادت میں اسمیں کیوں ایسا رویہ اختیار کیا گیا کہ اس نوجوان کو شہید کیا گیا۔

جناب چیئر مین: اس کی رپورٹ آگئی ہے نصراللہ زیرے صاحب! اس کی رپورٹ جو ہم نے رولنگ دی تھی، پولیس کی طرف سے یہ اس کی رپورٹ آگئی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں یہ کوئی رپورٹ نہیں ہے اس رپورٹ کو ہم مسترد کرتے ہیں۔چمن میں جناب اسپیکر! ابھی پندرہ بیس دن پہلے نعیم اچکزئی کو وہاں پر ڈاکوؤں نے اُس کو شہید کیا۔اور ابھی تین دن پہلے

الیاس نامی نوجوان کو انہوں نے شہید کیا۔ اُن کی لاش یہاں Hospital کوئٹہ لائی گئی وہ زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوگئے جب ان کے لواحقین گئے انہوں نے صبح دھرنا شروع کیا۔ آپ یقین کریں ہیڈ کوارٹر میں نہ ڈی سی تھا، نہ ڈی پی او تھا، نہ اے سی نہ تحصیلدار، نہ نائب تحصیلدار، کوئی موجود نہیں تھا پورا دن دھرنا بیٹھا ہوا تھا کوئی رپورٹ لکھنے والا بندہ نہیں تھا۔ یہ آپ کی حکومت ہے؟۔ حکومت کیا ہے جناب چیئرمین حکومت صرف جرائم پیشہ لوگوں کا ہے وہ سپورٹ کر رہی ہیں جو لوگ قلعہ عبداللہ ضلع کو آپ لوگوں نے تباہ کیا۔ آج قلعہ عبداللہ میں ان لوگوں کو آپ پروموٹ کر رہے ہو۔ جو ہائی جیکنگ میں ملوث تھے۔ جو ڈرگ کے بین الاقوامی وہ سمگلر ہیں ان کو آپ سپورٹ کر رہے ہو۔ قلعہ عبداللہ ضلع کو وہاں دشمنیاں آپ نے پیدا کی ہیں اور آج وہ پشین میں منتقل ہو گیا ہے۔ پشین میں آپ دیکھ لیں کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ وہاں پر مسلح گروپ، وہاں پر بڑی گاڑیاں، وہاں پر کالے شیشے، وہاں پر پورا مسلح گروہ وہاں پر لوگ گھومتے ہیں۔ آپ پشین جیسا، خانوزئی اس صدیقی صاحب کے قبیلے جو ہیں، پرامن قبیلے ہیں ان کے ساتھ پرسوں واقعہ ہوا ہے یہ کیا صورت حال ہے واجد نام کے بندے کو شہید کیا گیا ہے وہاں پر الیاس کو شہید کیا گیا ہے اسی طرح آپ تھوڑا ماضی میں جائیں پشین میں اللہ داد ترین کو شہید کیا گیا۔ اسی طرح جناب اسپیکر! حیات بلوچ کو وہاں شہید کیا۔ سمیع مینگل کو شہید کیا۔ اُس سے پہلے جو واقعات ہوئے کوئٹہ میں ایک پوری تاریخ ہے۔ ابھی یہ سرینا ہوٹل میں دھماکہ ہوتا ہے کہاں ہے آپ کی حکومت بتاؤ کہیں موجود ہے کوئی حکومت ہے کوئی رٹ آف دی گورنمنٹ ہے کوئی حکومت نہیں ہے۔ جرائم پیشہ لوگ آزاد گھوم رہے ہیں۔ جرائم پیشہ لوگ ان کو فری ہینڈ ہے وہ جو کریں جس کو اٹھائیں جس کو قتل کریں جس کو شہید کریں، اُن کو اجازت ہے۔ اور آپ نے قصداً، شعوراً لیویز کو، آپ نے قصداً اور شعوراً لیویز فورس کو آپ نے بے دست کیا ہے۔ آپ نے پولیس کو بے دست پا کیا ہے۔ اور آپ نے ایف سی کو طاقتور بنا دیا ہے۔ آج ہائی کورٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ بلیلی چیک پوسٹ ختم ہوگا۔ آج مَیں دو تین دن سے خانوزئی گیا، گوال گیا وہ فاتحہ پڑھنے کے لیے واجد کا۔ اور میں پشین گیا۔ میں دو تین روز، کل بھی وہاں پر ایف سی چیک پوسٹ بلیلی تھا۔ کیا آپ کو پتہ ہے کہ وزیر خزانہ! منسٹر صاحب کہاں ہیں آپ کو پتہ ہے کہ وہاں ہائی کورٹ نے ختم کیا تو ہین عدالت ہو رہی ہیں۔ لک پاس پر ایف سی ہیں۔ وہاں پر لوگ آتے ہیں ان کی توہین ہوتی ہیں ان کو ذلیل وخوار کیا جاتا ہے جیسے بلیلی پر ہوتا ہے۔ آپ نے تمام لوگوں پر روزگار کے دروازے بند کیے ہیں۔ آپ نے چمن میں لوگوں پر ڈیورنڈ لائن پر آپ نے کاروبار ختم کیا لوگوں پر گولیاں برسائی ہیں آپ نے تربت میں وہاں پر ایران کے ساتھ وہاں ٹریڈ ہوتا ہے۔ بارڈر ٹریڈ جائز ہے جو بھی ٹریڈ کریں وہ جائز ہے سوائے منشیات کے سوائے اسلحہ کے وہ سمگلنگ کے زمرے میں آتا ہے باقی

یہ تجارت ہے۔آپ نے وہاں پر پابندی لگا دی۔آپ نے چمن پر پابندی لگا دی آخر آپ کیا کر رہے ہیں؟۔یہ حکومت، یہ وفاقی حکومت اِس میں، یہ کوئٹہ شہر ہے، میرے اپنے گھر میں، میرے حلقے میں 10 گھنٹے لوڈشیڈنگ ہوتی ہے کوئٹہ شہر کے اندر ہے آپ تو پشین جاؤ، قلات جاؤ، ان بیچاروں کو تو 24 گھنٹے میں 3 گھنٹے بجلی مل رہی ہیں وہ ہمارے دو دوست بیٹھے ہوئے ہیں صحبت پور اور وہ ڈیرہ مراد کا وہ بیچارے تو کچھ بول نہیں سکتے ہیں۔اُن کے ہاں اتنی گرمی ہوتی ہیں 50 ڈگری سینٹی گریڈ وہاں پر پتہ نہیں 24 گھنٹے میں 4 گھنٹے ان کو بجلی ملتی ہے یا نہیں ملتی ۔اور گیس کی صورتحال جناب چیئرمین! آج اِن گرمیوں کے دنوں میں بھی کوئٹہ شہر کے اندر بھی گیس نہیں ہیں۔مہنگائی کی صورتحال آپ دیکھیں۔یہ پھر بھی حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔پھر بھی کہہ رہے ہیں ''کہ ہم نے عوام دوست بجٹ بنایا ہے''۔یہ کوئی عوام دوست بجٹ نہیں ہے۔میں کہتا ہوں جناب میرے دوست نے اشارہ کیا یہ شاہراہیں یہ کوئٹہ، خضدار، کراچی، یہ قاتل شاہراہ یہ ابھی جو تین حاجی زئی سیدان کے تین بھائی، میں ان کے فاتحہ حاجی زئی سیدان گیا تو میں حیران رہ گیا اس کا والد بیٹھا 3 لڑکوں کو اُس نے دفنایا آپ نے کوئی بات کی؟۔ کوئی حکومتی وزراء گیا؟۔نوشکی میں عبدالمالک بڑیچ کا پورا خاندان 8 لوگ شہید ہو گئے آپ لوگ گئے وزیراعلیٰ گیا وزیر داخلہ صاحب گئے؟۔کوئی حکومت والے وہاں جاتے نہیں ہیں۔حکومتی مزے بھی لے رہے ہو۔جھنڈا بھی لگایا آپ لوگ پیٹرول بھی لے رہے ہو، ماہانہ آپ لوگ لاکھوں روپے لے رہے ہو۔وہ دوسرا طریقہ تو وہ آپ لوگ کروڑوں روپے تو ویسے بھی آپ کے جیبوں میں جا رہا ہے۔لیکن آپ عوام کے پاس۔آپ لوگ نہیں جا رہے ہو جناب اسپیکر!

جناب چیئرمین: شکریہ نصراللہ زیرے صاحب! آپ نے کافی ٹائم لیا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی جی جناب چیئرمین! مَیں ایک بات کہوں کہ منشیات، آج ہونا تو یہ چاہیئے کہ یہاں پر آئی جی صاحب کو ہونا چاہیے تھا چیف سیکرٹری کو ہونا چاہیے تھا صرف چمن شہر میں 100 جگہوں پر منشیات وہاں پر ہیں۔چمن کی میں بات کروں 100 جگہوں پر وہاں منشیات فروشی فروخت ہو رہی ہے۔کوئٹہ میں آپ جا کر کے دیکھیں میرے حلقے میں آپ جا کر دیکھیں سریاب ہے پشتون آباد میں کچلاک میں ہر جگہ منشیات عام ہے اور پولیس والے ایس ایچ او کو پتہ ہے کہ کون منشیات فروش ہیں۔اُن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہیں۔آخر میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کو۔

جناب چیئرمین: نصراللہ زیرے صاحب! ٹائم ختم ہوا ہے conclude کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ حکومت ہو نا آپ کارروائی کریں آپ حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ

لوگوں کی اگراتنی جرات نہیں ہیں۔ جومنشیات ہیں جو اینٹی نارکوٹیکس فورس والے، وہ اُنکا ہاتھ اُنکے اوپر پڑا ہوا ہے میں سمجھتا ہوں جناب!

جناب چیئرمین: شکریہ نصراللہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! ابھی جو آنے والا بجٹ ہے اس میں جورولز میں 115A میں یہاں درج ہے کہ حکومت اس ہاؤس سے تجاویز لے لیں۔ آپ رولنگ دیدیں اجلاس بلا لیں، چار دن، پانچ دن ہم بھی تجاویز دیدیں گے اس صوبے کی بہتری کے لیے تجاویز دیدیں گے۔ وہ تجاویز دیدیں گے جو عوام کے حقیقی کام آسکیں۔ اگر آپ لوگوں نے تجاویز نہیں لیئے آپ لوگوں نے اسی طرح پاس کرنے کی کوشش کی تو یقیناً پھر یہ حکومت کے لیے ٹھیک نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: شکریہ نصراللہ زیرے صاحب! آپ کا مؤقف آ گیا۔ جی ملک نصیر شاہوانی صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اور یہ جو نوجوان فیضان شہید ہوا، اِسکے لیے کم از کم ایک جوڈیشل کمیشن ہونی چاہئے، over-all واقعات بن رہے ہیں۔ ہم نے پہلے بھی مطالبہ کیا تھا جناب چیئرمین! کہ جتنے بھی واقعات ہورہے ہیں اِن کے لیے ایک جوڈیشل کمیشن اعلیٰ سطح پر، اگر نہیں تو پارلیمانی کمیشن ہونا چاہیے تاکہ یہ طے کرسکیں کہ ان واقعات کے پیچھے آخر محرکات کیا ہیں؟۔ thank you Mr. Chairman۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ بہت شکریہ جی ملک نصیر شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب چیئرمین صاحب ابھی آذان ہونے والا ہے میں اگر شروع بھی کروں تو ایک آدھا منٹ کے بعد اُذان شروع ہوجائے گا اور پھر میں اس تسلسل کو۔

جناب چیئرمین: دس منٹ بات کرلیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: دس منٹ تو میں بات نہیں کرونگا۔ کرونگا تو زیادہ بات کروں گا کیوں کہ یہ اُذان ابھی شروع ہوجائے گی۔ آپ اختر حسین صاحب کو فلور دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی بعد میں ملک صاحب آپ کرلیں۔ جی اختر حسین صاحب دس منٹ کرلیں۔

میر اختر حسین لانگو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! ایجنڈے پر آرہا ہوں باقی چیزوں پر میرے ساتھیوں نے کافی تفصیل سے بات کی۔ ملک صاحب نے، ثناء بھائی نے، نصراللہ زیرے نے، جناب والا! میں ملک صاحب کی باتوں کو تھوڑا سا آگے لے جاؤں گا۔ ظہور صاحب چلے گئے۔ عوام دوست صاحب۔ اگر وہ بیٹھے ہوتے تو میں بتا دیتا کہ تو وہ بڑی عوام دوست بجٹ کی بات کرتے ہیں۔ ریکارڈنگ

بعد میں سنا دیں گے اُن کو۔ یہاں پر جناب والا! بجٹ، عوام کے ساتھ تو ان بھائیوں کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہاں البتہ یہ بجٹ یہ ایک ٹھیکیدار دوست بجٹ ضرور ہے ہم 2020-2019ء سے یہ ہمارے صاحبان یہ حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بجٹ بنا رہے ہیں یہ انکا تیسرا بجٹ ہے جس کی یہ تیاری کر رہے ہیں۔ BAP کے وہ بچے جو دو مہینے میں پیدا ہو گئے اور الحمدُ اللہ اور اُنہوں نے حکومت بھی سنبھال لی۔ یہ اُن بچوں کے لئے ہے، وہ بچے دوست بجٹ آپ اس کو کہہ لیں ٹھیکیدار دوست بجٹ ان کو آپ کہہ لیں اور سیاسی کارکنوں کو روزگار دوست بجٹ آپ کہہ لیں۔ وہ تو ہوسکتا ہے لیکن عوام دوست بجٹ قطعاً نہیں ہے۔ کیونکہ ملک صاحب نے جن باتوں کی طرف اشارہ کیا اس حکومت سے جس کو بھی اسکیمیں چاہئے ہوتی ہیں اس زرغون روڈ پر تمام کھمبوں پر اپنی تصویر کے ساتھ ساتھ کچھ ہمارے محترمین معززین ہیں اُن کی تصویریں لگا دیں اگلے دن اُنکو اسکیمات بھی مِل جاتی ہیں بجٹ بھی مل جاتا ہے یا کوئٹہ شہر میں کچھ بورڈز ہیں اُن پر اپنے ساتھ کچھ وزراء اور CM صاحب کی تصویر اگر کوئی لگا دیں ان کو اسکیمیں مل جاتی ہیں جناب والا یہ ایوان یہ اسمبلی کا فلور پر، یہ گواہ ہے کہ اس سے پہلے بھی میں نے یہاں پے مطالبہ کیا تھا کہ جن غیر منتخب نمائندوں کو نوازنے کی باتیں ہم روز اوّل سے ہم اس ایوان میں کر رہے ہیں آپ ایک جوڈیشل کمیشن بنا دیں۔ 2019/20ء کی بجٹ میں اور 2020/21ء کی بجٹ میں جن جن غیر منتخب نمائندوں کو اسکیمات دی گئی تھیں یا ہمارے حلقوں میں جو جو اسکیمیں PSDP میں اُن کے کہنے پر رکھی گئی تھی ان کی ایک جوڈیشل انکواری کرائی جائے کہ ان اسکیمات میں کتنا Percent کام ہوا ہے۔ جیسے ثناء نے کہا کہ بجٹ میں تو ہم اسکیم رکھتے ہیں مگر اس کی implementation اس کا Result آپ Ground reality میں اگر آپ جائیں کہ ان اسکیموں میں کتنے اسکیموں پے کام ہوا 2019/20ء میں میرے حلقے میں جو انھوں نے اپنے ورکروں کو دیئے۔ میں آج اس Floor of the House میں Challenge کرتا ہوں کہ کوئی بھی جوڈیشل کمیشن بنا دیں اُن تمام اسکیموں کی فرداً فرداً PSDP نمبر کے حساب سے ہم ان کی جانچ پڑتال کرینگے جناب والا! ان 65۔70 کروڑ کی اسکیمات میں اگر پانچ کروڑ کی اسکیمات ان کی نکل آئیں جن پے وہ کام ہوا ہے اس میں ہم جرم دار ہیں میں یہ اسمبلی Floor چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ پانچ percent میں جناب والا! انھوں نے اُن پیسوں میں کام نہیں کئے تمام پیسے ٹھیکیداروں اور XEN کے ساتھ مل کے انھوں نے نکالیں جن میں انھوں نے اپنے گھر اور گاڑیاں اور بنگلے بنائیں وہ تمام کے تمام پیسے corruption کی نذر ہو گیا۔ تو ظہور صاحب اچھا آ گئے۔ یہ عوام دوست بجٹ نہیں ہے یہ corruption دوست بجٹ ہے یہ ٹھیکیدار دوست بجٹ ہے یہ ورکر کو نوازنے کے حوالے سے ان کا ورکر دوست

بجٹ ہے آپ اس کو ضرور کہہ سکتے ہیں۔ یہ عوام دوست بجٹ قطعاً نہیں ہوسکتا۔ ان کی اسکیمات کا آپ جائزہ لے لیں پورا میں باہر نہیں جاتا ہوں کوئٹہ شہر سے یہ Capital ہمارا کوئٹہ یہاں چیف سیکریٹری بھی بیٹھا ہے یہاں تمام Departments کے سربراہان بیٹھے ہیں یہاں تمام وزراء صاحبان کے بھی دفاتر ہیں یہاں نیب کا بھی دفتر ہے یہاں Anticorruption کا سربراہ بھی بیٹھا ہوا ہے میں صرف کوئٹہ city کی بات کرتا ہوں۔ سریاب سے لے کے کچلاک تک، جو یہاں کے منتخب نمائندے ہیں 9 حلقے ہیں کوئٹہ city کی۔ نو میں سے پانچ Constituency اپوزیشن کے پاس ہیں چار Constituency جو ہے وہ ٹریژری banches کے پاس ہیں اپوزیشن کی پانچ Constituency میں انھوں نے جو اپنے غیر منتخب کرپٹ چہروں کو جو نوازا ہے وہ اربوں روپے کی اسکیمات ہیں۔ جناب والا! اب میں سریاب کی صرف آپ کو مثال دے دوں۔ سریاب میں دو طرح کے Projects چل رہے ہیں۔ ایک وہ projects ہیں جناب والا! جو PSDP میں reflected ہیں۔ دوسرا سریاب میں چل رہا ہے، کوئٹہ Package ہے سریاب package کے نام سے اربوں روپے کا ایک Project ہے جس کا جو P.D. ہے وہ کمشنر کوئٹہ ہے اب جناب والا جو اسکیم یا جو روڈ جو گلیاں یہ انھوں نے Quetta Package میں ڈالی ہیں یا سریاب package میں ڈالی ہیں وہ اسکیمیں انھوں نے PSDP میں بھی ڈالی ہیں اگر PSDP سے وہ کام ہو جاتا ہے تو Package کے جو فنڈ ہیں اس کو دوبارہ ایم بی کر کے ادھر سے وہ پیسے خرچ کر رہے ہیں اکثر سریاب میں جتنے بھی کام ہوئے ہیں وہ کوئٹہ Package کے ذریعے پیسوں سے انھوں نے بنائے ہیں یا سریاب پیکج کے پیسوں سے بنائے ہیں اور PSDP میں جتنے پیسے اسکیموں کے لئے رکھے گئے تھے وہ تمام کے تمام پیسے حکمران جماعت کی جو ہے وہ جیبوں میں چلے گئے ہیں وہ ان کی corruption کی نذر ہو گئے اور اس میں جو ہے وہ کاروبار ہو رہا ہے وہ ٹھیکیداروں کو نوازنے اور ورکروں کو نوازنے کے لئے وہ پیسے استعمال ہو گئے۔ تو جناب والا! یہ تمام اربوں روپے جو خرچ کر کے انھوں نے کھا لئے اب میں جناب والا! یہ کوئٹہ شہر کتنا چھوٹا سا ہمارا شہر ہے یہاں پے ہر تیسرا آدمی دوسرے کو جانتے ہیں۔ جناب والا! یہ حکومت اگست 2018 میں بنی۔ اگست 2018 میں جو لوگ آج سریاب میں لینڈ کروزروں میں گرینڈ گاڑیوں میں، بنگلے جنھوں نے بنائے، اُن کی پوزیشن آج دیکھ لیں اور 2018ء اگست یا اس سے پہلے ان کی پوزیشن دیکھ لیں آپ کو فرق صاف نظر آئے گا کہ تمام کے تمام جو ان کی پوزیشن جو Change ہوئی ہے وہ اس عوام کے کھربوں روپوں پر، Corruption کر کے انھوں نے یہ پوزیشن بنائی ہے۔

(خاموشی۔اذان مغرب)

جناب چیئرمین: جی conclude کریں۔

میر اختر حسین لانگو: جناب ڈپٹی اسپیکر! میں conclusion کی طرف آرہا ہوں جناب والا! اب میں بات کررہا تھا اس حکومت کی Corruption پے جناب والا! یہ تو میں نے آپ کو صرف فنڈز کے حوالے سے Corruption کی بات بتائی یہاں پے اسی Floor of the House میں جو عوام دوست اور ایماندار حکومت کی باتیں کرتے ہیں۔جناب والا! اِسی Floor of the House میں وزیر اعلیٰ صاحب نے وہ جو نوکریوں میں گڑبڑ ہوئی تھی اُس میں CMIT کی رپورٹ کی بات آج دن تک کچھ نہیں ہوا، جناب والا! گہرام بگٹی صاحب ڈیرہ بگٹی میں تین دن تک دھرنے پر بیٹھے کہ ڈیرہ بگٹی کی پوسٹیں بیچی گئی ہیں۔اب جناب والا میرا ایک case اور ہمارے ساتھ باقی لوگوں کے جو case ہیں وہ ہائی کورٹ میں چل رہے ہیں WASA کے حوالے سے جو سرکاری نوکریاں آئیں تھیں، جناب والا! Volveman، چوکیدار، چپڑاسی یہ پوسٹیں یہ حکومت بیچ رہی ہے۔جس کے پاس پانچ، چھ لاکھ روپے ہیں وہ اِن غریبوں کی جیبوں سے لوٹے جارہے ہیں۔ اب جو بندہ چپڑاسی یا چوکیدار بننے کے لیے تیار ہے اُس کی حیثیت کیا ہوگی جو آپ اُس سے پانچ پانچ لاکھ روپے ایک پوسٹ کے لیے جارہے ہیں۔تو یہ اِن کی کرپشن کی داستانیں ہیں۔کوئی عوام دوست حکومت نہیں ہے کوئی عوام دوست بجٹ نہیں ہے۔سب کو اپنی جیبیں عزیز ہیں، اور جو دو مہینے میں باپ نے بچے پیدا کیے اُنکی نشو ونما کے لیے اِن کو فنڈز چاہیے۔

جناب چیئرمین: کسی پارٹی کی تضحیک نہ کریں۔Personal نہ جائیں۔

میر اختر حسین لانگو: بلوچستان کے خزانے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ کر اپنے لوگوں کو نوازا جارہا ہے جناب والا۔حکومت کے کچھ ایسے عہدے دار ہیں، آپ نے کہا کہ نام نہ لیں، تو ہم نام نہیں لیں گے ورنہ مَیں نام لے رہا تھا کہ یہاں اِس حکومت میں اُن کو عہدہ ملنے سے پہلے موٹر سائیکل میں وہ آتے جاتے تھے، آج کل وہ چار چار گاڑیوں کے مالک ہیں۔وہ کہاں سے آئیں؟ تمام ٹھیکے اُن کے کہنے پر ہیں، تمام اُنہی کو دیئے جارہے ہیں تمام جو Fudge کی رقم ہے وہ اُنہیں کی جیبوں میں اُنہیں کے بنک اکاؤنٹ میں جارہی ہیں اور اِس وقت بلوچستان کے سب سے ایک معزز عہدے پر اُن کو بٹھا دیا گیا ہے۔اب جناب والا جس رپورٹ کی آپ نے بات کی پولیس کی یہ میرے ساتھ پڑی ہوئی ہے۔آپ کی معزز چیئر نے یہ رپورٹ پولیس سے مانگی تھی اب اِس میں جناب والا اِسی رپورٹ کے اندر یہ اب تک ابتدائی وہ ہے جو کمیٹی اُنہوں نے بنائی ہے، اِس کے ساتھ اُنھوں

نے چیزیں دی ہیں بدنیتی کا عنصر جو ہے وہ یہاں سے ظاہر ہے، آپ کی چیئر کی رولنگ کے مطابق آج امن وامان کے حوالے سے یہاں بحث ہورہی ہے، نہ IG Police بیٹھے ہیں، نہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کا کوئی نمائندہ بیٹھا ہے۔ جو ہماری اِس debate یا discussion یا اِن باتوں کو لے جا کر IG صاحب کو بتا دیتا۔ آپ کے letter کے جواب میں IG صاحب نے جو رپورٹ آپ کو بھیجی ہے جناب والا! اُس میں صرف ابھی تک inquiry complete نہیں ہے، اُس میں صرف ایک چیز کی مَیں آپ کو نشاندہی کردوں۔ اُس رات کو جیسے ثناء بھائی نے کہا کہ ہم وہاں موقع پر موجود تھے تو جناب والا! اُس وقت ہسپتال سے مَیں خود سٹی تھانے گیا، جہاں پر DIG Operation اور DIG Investigation دونوں صاحبان بیٹھے تھے، DC اور کمشنر کے کہنے پر ہم وہاں گئے، مَیں اور میرے ساتھ کچھ ساتھی تھے، ہم گئے وہاں اُن سے ملے جو ملازمین اُنھوں نے گرفتار کئے تھے دونوں DIG صاحبان نے کھلے الفاظ میں ہمارے سامنے اُن سے یہ دریافت کیا بلکہ اُن کی سرزنش اِس بات پر کی گئی کہ آپ کو علاقے متعلقہ کے SHO جو ہے، یہ Eagle Force کی مَیں بات کر رہا ہوں، Eagle Force کا قانون یہ کہتا ہے اُن کو یہ پابند کرتا ہے کہ وہ متعلقہ SHO کے بغیر کہیں پر بھی ناکہ نہیں لگا سکتے۔ تو وہ اِس بات پر وہ اُن کی سرزنش بھی کر رہے تھے کہ آپ کے ساتھ SHO نہیں تھا، تھانے کا عملہ نہیں تھا، District Police نہیں تھی، آپ نے Eagle Force کے اُس پر ناکہ کیسے لگایا۔ Eagle Force کو کس نے اختیار دیا کہ امداد چوک پر ناکہ لگائے۔ اب جناب والا! اُس کو cover کرنے کے لیے Eagle Force اور اُن ملزمان یا اُن دہشتگردوں کو تحفظ دینے کے لیے IG صاحب نے جو آپ کو رپورٹ بھیجی ہے، حالانکہ اُس squad میں DIG صاحب نے خود کہا کہ چھ بندے ہوتے ہیں Eagle Force یہ 3 by 6 کی Force ہوتی ہے۔ تین موٹر سائیکلیں اور چھ ملازمین، یہ 3by6 کی force ہوتی ہے، اِس کے بغیر یہ گشت کر ہی نہیں سکتے، یہ روڈ پر نکل ہی نہیں سکتے۔ اب یہاں یہ اِنہوں نے دیئے ہیں صرف چار ملازمین کے نام، اِن میں سے دو کو اِنہوں نے show کیا ہے BC کا، حالانکہ تھے تمام کے تمام وہ Eagle Force کے۔ دو انہوں نے show کیے ہیں حامد علی اور سلمان احمد، ایک show کیا ہے اِنہوں نے BC کے ملازمین ہیں اور دوسرا ہے ارسلان ہے اور تیسرا ہے عبدالظاہر۔ یہ جو ہے اِنہوں نے show کیے ہیں District Police سے۔ حالانکہ کے چاروں کے چاروں تھے Eagle Force کے وہ ہمارے سامنے اُنہوں نے گرفتار کئے ہیں، میرے خیال سے 24 تاریخ کی رپورٹ اِنہوں نے بھیجی ہے شائد IG صاحب نے راتوں رات وہ ملازمین change کر کے اُن کی جگہ

دوسرے لوگ بٹھا دیئے تا کہ جب شناخت پریڈ کا وقت آئے وہ شناخت پریڈ نہ ہو ۔اور ہمارے ساتھ یہ دونوں DIG صاحبان، DIG Operation اور DIG Investigation دونوں DIG صاحبان کی یہ commitment تھی کہ آج آپ لوگ یہ لاش لے کر چلے جائیں، کل شام سے پہلے پہلے جو زخمی ہے اُس سے ہم شناخت پریڈ بھی کروائیں گے وہ ملازمین کی شناخت بھی کر لے تا کہ ہم اُن کے اُوپر responsibility اور FIR بھی اُن پر ڈال دیں۔تو جناب والا! اب کافی دن گزر گئے شناخت پریڈ ابھی تک نہیں کروائی گئی ہے، شناخت پریڈ نہ کروا کر اِنہوں نے ملازمین change کر دیئے ہیں تا کہ شناخت پریڈ میں وہ پہچانے نہ جائیں۔اور کیس جو ہے وہ کمزور ہو اور ملازمین کو جو ہے وہ تحفظ ملے، کیونکہ جناب والا! پولیس فورس اُس کو ہم نے اِس حد تک politicize اور اس حد تک corrupt کر دیا مَیں پچھلے چھ سال سے جناب والا! کلی اسماعیل میں منشیات فروشی کے خلاف ہمیں نے پہلے بھی بار ہا اِس اسمبلی کے فلور پر کہا ہے کہ CCPO کے دفتر میں ہر جمعرات کو خان جان کے مزار کی طرح، مَیں ہر ہفتہ میں ایک دفعہ، دو دفعہ اُس کے دفتر میں حاضری لگا تا رہا کہ یہ منشیات فروشی کا جو کاروبار ہے یہ ہمارے علاقوں سے بند کیا جائے۔لیکن جناب والا! آج دن تک وہ منشیات فروشی کا کاروبار بند ہوتا ہی نہیں ہے۔اُس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کرپشن کے پیسے یہ منشیات والوں سے، یہ بھتہ خوروں سے، یہ لینڈ مافیا یہ تمام کے تمام اِس حکومت سے ملے ہوئے ہیں۔یہ SHO پیسے collect کرتا ہے یہ اُوپر تک جاتے ہیں جناب والا! اِسی لیے یہ جرائم جو ہیں یہ رکتے نہیں ہیں ۔ Eagle Force کو جان بوجھ کر اِنہوں نے ایک بھیڑیے کی طرح اِس شہر میں آزاد چھوڑا ہوا ہے کہ لوگوں کی تضحیک کریں ، ہزاروں ویڈیوز جو ہیں ہمارے اِس youtube کے اُس میں پڑی ہوئی ہیں Eagle Force والے لوگوں کی تذلیل کر رہے ہیں، لوگوں کو مار رہے ہیں، لوگوں کو پیٹ رہے ہیں، لوگوں کی بے عزتی کر رہے ہیں، لوگوں کی پگڑیاں اُچھال رہے ہیں، نہ عورتوں کا اِنکو خیال ہے نہ بوڑھوں کا اِن کو خیال، نہ بچوں کا اِن کو خیال۔اُس کے باوجود Eagle Force اتنی طاقتور نہیں ہے کہ وہ IG صاحب کے control میں نہ ہو۔وجہ صرف یہ ہے کہ جو collection ہوتی ہے Eagle Force کی روڈ پر کھڑے ہو کر وہ collection جو اُوپر تک جاتی ہے۔تحفظ اُس collection نے اِس force کو دی ہے۔اُس کی بدمعاشی کو، اُس کی غنڈہ گردی کو اُن کی زیادتیوں کو، یہ وہ کرپشن کا پیسہ ہے جو اِن چیزوں کو تحفظ دیتا ہے۔تو جناب والا! میری آپ سے request ہے کہ اِس معاملے میں جو کمیٹی اِنہوں نے بنائی ہے، اُس کمیٹی کو IG صاحب نے جو آپ کو جو یہ رپورٹ بھیجی ہے اُس میں اُن کے اپنے الفاظ نے اِس کمیٹی کو مشکوک بنا دیا تو میری آپ سے

request ہے کہ آپ رولنگ دے دیں کہ اِس پر ایک Judicial Commission بنے اور اِس پر ایک شفاف تحقیقات ہوں تا کہ کوئٹہ شہر کے لوگوں کو اِن forces کے، اِن کے ظلم اِن کے بے عزتیوں سے نجات مل سکے۔ بہت شکریہ جناب والا!

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی ملک نصیر صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکریہ جناب چیئر مین صاحب! میرے خیال میں جس طرح آج کے اِس requisit اجلاس میں میرے دوستوں نے یہ چار نکات پر جو بلوچستان کا آئندہ بجٹ آنے والا ہے اُس پر ایک Pre Budget Discussion اور بلوچستان میں جو ترقی اور ترقیاتی عمل ہے اُس کی نمود و نمائش، کرونا کی آڑ میں وسائل کا بے دریغ استعمال، صوبے میں امن و امان اور بے انصافی اور جمہوری اقدار کی پامالی۔ تو جناب چیئر مین صاحب! میرے خیال میں مجھ سے قبل بھی میرے دوستوں نے آپ کو قواعد وضوابط کے جو اُنھوں نے آپ کو حوالہ دیا کہ کسی بھی بجٹ کو پیش کرنے سے پہلے اُس پر ایک Pre Budget Session ہونا ضروری ہے۔ اور یہ Pre Budget Session فروری سے لے کر اپریل تک اِس کی ایک نشست ضروری ہونی چاہیے۔ لیکن آج بدقسمتی سے مئی کا مہینہ شروع ہے اور آنے والے ایک ہفتہ دس دن کے بعد یہ مہینہ بھی اپنے اختتام کو پہنچنے والا ہے، گزشتہ بجٹوں کی طرح موجودہ بجٹ کو بھی جس طرح اپوزیشن سے چُھپا کر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور خصوصاً وہ تمام قانونی جو طریقہ کار ہے اُن کو بھی پسِ پشت ڈال کر جس تیزی سے بلوچستان کا جو عوام دوست بجٹ کا واویلہ مچایا جا رہا ہے اُس پر پہلے کی طرح اپوزیشن کے اُن 23 حلقوں کو دوبارہ یکسر طریقے سے نظر انداز کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جناب چیئر مین صاحب! یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جب ہم کسی صوبے کا بجٹ بناتے ہیں اور وہ بجٹ تمام بلوچستان کے عوام کے ٹیکسوں سے جمع شدہ رقم ہے اور اُس رقم کا ہونا تو یہ چاہیے کہ بلوچستان کے وہ علاقے جہاں کی جو بھی ضروریات ہیں چاہے پسماندگی کے حوالے سے ہو، پانی کے حوالے سے ہو، چاہے بجلی کے حوالے سے ہو، کہیں پر اگر کوئی ہسپتال نہیں ہے تو اُس حوالے سے اگر ہماری ترجیحات ہوں تو کتنا بہتر ہے، لیکن بدقسمتی یہاں یہ ہے کہ ہمارا بجٹ ہماری کابینہ میں بیٹھے ہوئے وزراء کی حیثیت اور اُن کی اُس طاقت کے مطابق بنایا جاتا ہے کہ جس کی جتنی بڑی حیثیت ہے، اُس کو اُتنا ہی لوٹ مار کرنے کا اور اس بجٹ سے زیادہ سے زیادہ اُٹھانے کا اختیار ہے۔ اِس کے اندر یہ فرق ڈالا جاتا ہے، اور یہاں اپوزیشن کے حلقوں کی بات جناب چیئر مین صاحب! وہ ہے کہ جس طرح گزشتہ بجٹ اجلاس میں جو وعدے اور وعید ہمارے ساتھ کیے گئے اور جو تجاویز ہمارے اپوزیشن نے دیں اور اُن تجاویز کی روشنی میں جو چھوٹے کام تھے

جو بلوچستان کے مختلف علاقوں میں اپوزیشن کے جو ترقیاتی کام تھے لوگوں کے کام تھے، وزیراعلیٰ کے ایک لیٹر اور وزیراعلیٰ کی نشاندہی پر۔ اُن کو بھی بدقسمتی سے روکا گیا ہے۔ یہ کس طرح اِس صوبے کا وزیراعلیٰ بن سکتا ہے یہ میرے خیال میں صوبے کا سب سے بااختیار وہ شخص جس کو اِس صوبے کے تمام اختیارات حاصل ہیں اور اُس کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ اِس صوبے میں رہنے والے ایک کروڑ 23 لاکھ عوام کی مجبوریوں کو دیکھ کر اُن کو ضروریات کو دیکھ کر اُن کے لیے کوئی بجٹ مختص کرے۔ لیکن انہوں نے اِس بجٹ کو جس طرح بلوچستان عوامی پارٹی کے Non Elected لوگ وہ جو ہمارے حلقوں سے تعلق رکھتے ہیں اُن کو اِس طرح نوازنے کی کوشش کی ، جس طرح اُن کو کروڑوں روپے کی رقم دے کر By Name اُن کو اُن کے نام سے یہ رقم باقاعدہ PSDP میں مختص کی گئی۔ جناب اسپیکر صاحب! اِس طرح تو کسی یزید کے دور میں بھی اِس طرح نہیں ہوا۔ اور خاص کر بلوچستان کی روایات میں کہیں اِس قسم کی حکومت موجود نہیں رہی اور نہ کوئی آپ کو مثال ملے گی کہ اِس حد تک ناانصافی کہ اپوزیشن کے حلقوں کو اِس طرح نظرانداز کروتا کہ کل یہ تاثر دیا جاسکے کہ اپوزیشن اتنی نااہل ہے کہ وہ اپنے حلقوں میں کچھ نہیں کرسکتی۔ اگر وہ اپوزیشن کے حلقوں میں کام کرنا بھی چاہتے ہیں، چاہے وہ کوئٹہ پیکیج کے حوالے سے ہو، چاہے وہ سریاب پیکیج کے حوالے سے ہو، چاہے وہ PSDP میں مختص کچھ رقم جو انہوں نے رشوت کے طور پر اپنے اُن ورکروں کو نوازنے کے لیے دی ہے، اُن کے ذریعے یہ کام کروانا چاہتے ہیں اور لوگوں کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ بلوچستان عوامی پارٹی جو ہے وہ یہاں کام کرسکتی ہے آپ کے نمائندے نااہل ہیں۔ میرے خیال میں یہ اُنکی نااہلی ہے اور یہ عوامی پارٹی کا جو سورج ہے انشاءاللہ بہت جلد یہ غروب ہونے والا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہ قرآن مجید میں یہ فرمان ہے کہ قوموں کی تباہی اُس وقت ہوتی ہے جب اُن قوموں کے اندر انصاف کا نہ ہونا، ملاوٹ کرنا، کم تولنا، اور کسی کا حق مارنا۔ کہیں پر یہ ذکر نہیں کیا گیا ہے کہ اگر کسی نے نماز نہیں پڑھی یا کہیں پر کسی نے زکواۃ نہیں دی، اگر کسی نے روزہ نہیں رکھا، یہ مثال قرآن کے اندر بھی موجود نہیں کہ اِس قسم کی قوموں پر بھی اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل نہیں کیا۔ بلکہ اُن پر عذاب نازل کیا جنہوں نے انصاف نہیں کیا اور جنہوں نے حقوق العباد کو مارا۔ آج ہماری حکومت جو ہے حقوق العباد اور جس طرح میرے خیال میں ہمارے وزیرخزانہ بیٹھے ہوئے ہیں، آخر میں اپنی باتیں کریں گے، ہم اُن کی باتیں ضرور سُنیں گے لیکن مَیں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے ایسے علاقے جہاں سب کچھ ہے، بہت سارے مسائل اُن کا حل ہے اور اُس کے باوجود وہاں اربوں روپے کے فنڈ دے اُس کو آپ نوازنا چاہتے ہیں۔ اور بہت سارے علاقے جہاں پر لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں پینے کا صاف پانی ملے، ہمارے لیے ہسپتال چاہیئے، آپ اُن کی ترجیحات کو یکسر

دور رکھ کر آپ اُن کے لیے روڈ بنانا چاہتے ہیں۔ آپ اپنی مرضی سے میرے خیال میں یہ بلوچستان کے عوام کے ٹیکسوں سے جو جمع شدہ رقم ہے یہ سب عوام الناس کا اور پورے بلوچستان کے عوام کا ہے یہ کسی ایک کی جاگیر نہیں کہ آج جو حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ جس طرح چاہے، غلط اِس کا استعمال کرنا چاہے، کم از کم اپوزیشن اِس بات کی کبھی اِس کی اجازت نہیں دیں گے کہ موجودہ حکومت جس طرح اُنہوں نے گزشتہ بجٹ میں جو اپنا رویہ رکھا، ہم اِس فورم پر آج یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ حکومت اپنے اِس عمل کو بار بار نہیں دہرا سکیں گے۔ آپ نے جس حد تک ظلم، جس حد تک بربریت کی جس حد تک ناانصافی آپ نے کی وہ ہو چکی ہے لیکن اب موجودہ حکومت یہ یاد رکھے کہ اگر اِس بجٹ کے اندر بھی حکومت کا یہ رویہ رہا تو نہ صرف اپوزیشن بلوچستان اسمبلی میں اِس پر احتجاج کرے گی بلکہ اسمبلی سے باہر بھی روڈوں پر بھی اِس کے خلاف آواز اُٹھائے گی۔ کیونکہ جناب اسپیکر صاحب یہ جو موجودہ حکومت ہے اِس میں اکثر لوگوں کا تعلق گو کہ بلوچستان سے ہے لیکن اِنہوں نے جس طرح کہا ہے کہ گرمی اور سردی اگر اِنہوں نے صرف کھڑکیوں سے دیکھی ہے اور بلوچستان کے لوگوں کی جو بھوک اور افلاس ہے وہ کہاں کا انصاف ہے کہ گزشتہ عید کے موقع پر آپ نے آٹھ تاریخ سے سولہ تاریخ تک پورے بلوچستان میں Lockdown کیا۔ آپ نے لاکھوں لوگوں کو بے روزگار کیا اور وہ اُجرتی لوگ جو روزانہ کماتے ہیں اور شام کو کھاتے ہیں اُن کو آپ نے بے روزگار کیا۔ دوسری طرف سے آپ نے تھانوں کے دروازے کھول دیئے، مَیں نے خود بہت سارے تھانوں میں دیکھا کہ پچاس، پچاس، ساٹھ، ساٹھ غریب لوگوں کو روڈوں سے پکڑ کر موٹر سائیکلوں پر ایک ہی کمرے میں رکھا جاتا تھا۔ وہاں Lockdown آپ کہتے ہیں کہ SOPs پر وہ کرتے ہیں لیکن ایک کمرے میں آپ نے ستر افراد کو بھی، سریاب کے، کوئٹہ کے تمام تھانے عید میں جناب اسپیکر! صاحب غریب اور بے کس لوگوں سے بھرے ہوئے تھے، یہ وہ تمام لوگ تھے جو صبح روزگار کرتے ہیں اور شام کو اپنے بچوں کے ساتھ کھاتے ہیں۔ وہ اپنی عید بچوں کے ساتھ منانے سے بھی رہ گئے اور ساتھ ہی بہت سارے لوگوں نے عید حوالات میں گزاری۔ یہ کہاں کا انصاف ہے، گزشتہ دور میں کرونا کے نام میرے خیال میں جس طرح اِس کے اندر لکھا ہوا ہے کہ جب چھ ارب روپے خرچ ہوتے ہیں تو کرونا کے نام پر کم از کم اُن چھ ارب روپے میں اگر آپ نے یہاں lockdown کیا ہے، یہاں آپ چاہتے ہیں کہ lockdown ہو تو سب سے پہلے اُن غریب اور نادار لوگ جو عید آنے والی ہے اُن کے بچوں کے لیے کم از کم کپڑوں کا بندوبست کریں۔ اُن کے گھروں کے لیے کوئی راشن کا بندوبست کرے۔ یہ تو حکومتوں کی ذمہ داری ہوتی ہے، یہ نہیں کہ اگر کوئی گھر سے نکلے موٹر سائیکل پر ہو تو آپ اُس کو پکڑ کر اُس کو تھانے میں بند کریں اور وہ اپنی عید بھی وہاں پر گزارے۔ یہ

نا اہل حکومت میں اِس آٹھ، دس دنوں میں میرے خیال میں یہی کیا بلوچستان کے حوالے سے اور چھ ارب روپے جو ایک خطیر رقم ہے اُس نے کرونا اور علاج اور راشن کے نام پر اُنھوں نے ہڑپ کیے۔ جناب چیئرمین صاحب! ایک اور بات بھی مَیں کہنا چاہتا ہوں، وہ بات جس طرح دوستوں نے منشیات کی بات کی، تو حبیب نالے کی اِنہوں نے مثال دی، یہ حکومت سیکورٹی کے نام پر 70 ارب روپے خرچ کرتی ہے اور یہ کروڑوں سے شروع ہو کر آج ستر ارب روپے تک چلی گئی۔ وہ اِس حبیب نالے کے اندر بیٹھے ہوئے 300 لوگوں کے لیے ایک بحالی سینٹر نہیں بنا سکتی جو گزشتہ تین ساڑھے تین سالوں میں ان کا اُسی جگہ پر لے جا کر علاج کرے۔ کبھی اِن کو یہاں سے ہانک کر سریاب کی طرف بھگا دیا جاتا ہے اور سریاب کے لوگ جب خود حکومت اُدھر نا کام ہو جاتی ہے جب اِن کے پیچھے پڑ جاتے ہیں یہ دشت کی طرف چلے جاتے ہیں، جب دشت میں لوگ اکھٹے ہو جاتے ہیں حکومت نہیں تو پھر یہ لوگ مستونگ کے جنگل کا رُخ کرتے ہیں۔ حکومت سے یہ 300 لوگوں کی بحالی کے لیے کچھ نہیں ہو سکتا اور جس طرح میرے دوستوں نے کہا کہ وہ تمام شعبے آپ گنوائے کہ آپ جس طرح کے ترقیاتی بجٹ کی بات کرتے ہیں، آپ نے تعلیم کے اندر کتنے percent جو ہے آپ نے اُس میں نمولائی ہے ۔آپ نے کتنے percent تعلیمی اداروں میں اضافہ کیا ہے۔ آپ نے لوگوں کو کتنا فیصد روزگار دیا ہے، آپ نے لوگوں سے روزگار چھینا ہے۔ زمینداروں کی چار دفعہ جناب چیئرمین صاحب! بجلی بند ہوئی ہے، ہمارے تقریباً 22 ارب روپے کے نقصانات ہوئے ہیں۔ چار دفعہ کی بجلی کی بندش کی وجہ سے زمینداروں کے 20 ارب کے نقصانات ہوئے۔ آج بھی بلوچستان کے تمام علاقوں میں ماسوائے کوئٹہ سٹی کو چھوڑ کر چھ گھنٹے سے زیادہ بجلی نہیں ہے اور چھ گھنٹے بجلی وہ بھی voltage کے ساتھ بھی نہیں ہے اور ساتھ اُن فیڈروں میں ساڑھے چھ سو میں سے ساڑھے چار سو فیڈر overload ہیں اگر کہیں پر آپ چھ گھنٹے بجلی دے رہے ہیں تو اُس کو تقسیم کر کے وہ تین گھنٹے بجلی جاتی ہے جبکہ اِس وقت پورے ملک میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ ختم ہو چکی ہے جناب چیئرمین صاحب! تو یہ تمام حکومت کی کارکردگی پر یہ تمام چیزیں سوالیہ نشان ہیں۔ اور خاص کر جو آج ظہور بلیدی صاحب جس طرح بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے دوست ہمارے ساتھی ہیں، تو یہ اِس کو پابند کیا گیا ہے کہ آپ اس پر بول لیں، ہم تو۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ آپ کو جواب دینے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: بالکل ہم اُس کا جواب سُنیں گے لیکن خود بھی آج یہ مطمئن نظر نہیں آ رہا ہے۔ صبح سے بیٹھے ہوئے، آج اِن کی face reading اِس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ اِن کے منہ سے وہ جھوٹ کے الفاظ یا لوگوں کو غلط تسلی دینے والی بات شاید آج نہ کریں۔ یہ بلوچستان کے وسیع تر مفاد میں مجھے اُمید ہے کہ بات

کریں گے اور وہ تمام سچائی کی باتیں آج وہ منظر عام پر لائیں گے، ہم تو چاہ رہے تھے کہ ہمیں بڑی خوشی ہے کہ وزیر اعلیٰ نے تو اپنا منہ mask سے چھپایا ہوا تھا، منہ تو نظر نہیں آرہا تھا لیکن پھر بھی میرے خیال میں کوئی دوست ، دو چار الفاظ کسی دوست نے بولے وہ بھی برداشت نہیں کیے، وہ بھی یہاں سے چل پڑے۔ آج اِس خالی ایوان میں ہم پھر بھی ظہور کو سُننا چاہتے ہیں کیونکہ ہم جمہوری لوگ ہیں، ہم سیاسی لوگ ہیں، ہم بلوچستان کے وارث اپنے آپ کو سمجھتے ہیں، بلوچستان کے عوام کی بات کرتے ہیں، بلوچستان کے عوام کے حقوق کی بات کرتے ہیں، اور بلوچستان کے عوام کے حقوق کی لڑائی لڑتے ہیں اور اِس فورم پر صرف اور صرف ظہور کو یہ گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ آج وہ ضرور اعلان کریں گے کس طرح میرے دوستوں نے کہا کہ یہ جو قانونی ایک ضابطہ ہے یہ 115(A) اِس کے تحت اگر اُنھوں نے اگر فروری سے اپریل تک اجلاس نہیں بُلایا، کل پرسوں ایک ہفتہ کے اندر ضرور اِس اجلاس کو بُلائے گا اور اپوزیشن کی تجاویز لے کر اِس کو شامل کریں گے اور آئندہ کے لیے پھر اپنا بجٹ بنائے گا۔ بہت مہربانی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگر withdraw کرلیں اپوزیشن کے ارکان تو پھر ظہور۔۔۔ جی شکیلہ بات کریں گی، جی شکیلہ نوید صاحبہ۔

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی: Thank you so much جناب چیئرمین صاحب۔ آپ نے مجھے موقعہ دیا بات کرنے کا، first of all جیسے آج ہم نے جو requsite کی ہے اِس میں بلوچستان کے آئندہ کے بجٹ کے حوالے سے، اور جو ترقیاتی عمل میں نمود ونمائش ہے اِس پر بحث کے حوالے سے، first of all I would like to say knowledge is not power, knowledge becomes power when you disseminate it. When you go through with the people and when you implement it, so that become the power last two budgets we have کہ But Now here what I wanted to say. کہ ہم لوگوں کے جو حلقے been here and discussing each and every thing to all the time we raise our voices for the people ہیں وہاں مداخلت کی جارہی ہے of Balochistan, for our constituencies, for the poor people of Balochistan. But no one can heard us that what our point is so Before Ramzan I have been teen districts in اِس میں یہ بتادوں کہ

Balochistan, جس میں مَیں نے interiors کو جا کر دیکھا۔ many of my MPA Brothers know or even Ministers کہ I have been there in their areas لیکن سر rural areas کی حالت جو تباہ تھی اب تباہ ترین ہوگئی ہے۔گوادر میں ہم کہتے ہیں کہ emerging Balochistan, we are giving people, imagine that کہ ہم بلوچستان کتنی ترقی کر رہا ہے، ہم نے گوادر میں نا اسٹیڈیم کھولا، لیکن سب سے زیادہ رونے کی بات یہ ہے کہ جن کی تجویز، جن لوکل لوگوں کی تجویز پر وہ اسٹیڈیم بنا، اُن لوکل کرکٹ ٹیم کے بچوں کو وہاں کھیلنے کی اجازت نہیں ہے۔ we have many videos of these local areas کہ بچے باقاعدہ خود کہہ رہے ہیں کہ ہمیں enter ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم روڈوں پر بڑا ناز کرتے ہیں کہ we are going to یعنی dual ہم roads بنا رہے ہیں اور اُس کے باوجود ہمارے جتنے accidents میں بچے مارے جا رہے ہیں یہ ہمارے بلوچستان کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہم ایک district میں ہم نے آٹھ فٹبال گراؤنڈز کو بڑے مطلب دو سال پہلے بجٹ میں announce کیا کہ آٹھ فٹبال گراؤنڈز ہم بنا رہے ہیں we are going to develop ہم فٹبال گراؤنڈز سے develop نہیں ہو سکتے جب تک ہم نے اپنے لوگوں کو gross root level پر اُن کو facilities نہیں دی جناب چیئرمین۔ اِس پر مَیں دوبارہ آؤں گی کہ ابھی recently مَیں ایک جگہ پر گئی ایک فاتحہ پر ایک نہایت uneducated ایک خاتون جس کا میرے خیال ہے کوئٹہ تک آنے کا بھی کبھی اتفاق نہیں ہوا ہوگا اُس نے بلوچستان کا حال احوال جس طرح اُس قرآن پاک کو پکڑ کر جس طرح تمام، یقین کریں دل خون کے آنسو رو رہا تھا کہ اُس نے جس طرح پیش کیا بددُعاؤں کے ساتھ، really آپ imagine نہیں کر سکتے اُس کا درد کیا تھا کہ اُس کے area میں کوئی Health Department کے BHUs نہیں تھے، اُن کے پاس Water Supply Scheme نہیں تھی۔ وہ کہتی ہے میرے پاس نا Health ہے نا ہمارے پاس اسکول ہے، کچھ بھی نہیں، ہم جو ہے نا مارے جا رہے ہیں ہمیں بلکہ ہمارے حکمران مار رہے ہیں۔ اُن کے الفاظ یہ تھے کہ وہ کہتے تھے ہمارے حکمران اِس چیز کے ذمہ دار ہیں۔ تو here I admit کہ واقعی جہاں عدل نہیں، جہاں انصاف نہیں، جہاں مساوات نہیں تو، definatly these things will be happened. اگر gross root level پر ہم چیزوں کو نہیں دیں گے۔ بدلہ لیں آپ شخصیتوں سے بدلہ آپ لینا چاہتے ہیں آپ لوگوں کو کیوں خوار کر رہے ہیں۔ آپ نے لوکل گورنمنٹ کے فنڈز کو روکا۔ آپ نے revenge لیا اپنا، آپ کو اپنا ذاتی کوئی بدلہ ہوگا، لیکن جو

rural areas کی development ہے جو اِسی لوکل گورنمنٹ کے فنڈز سے ہوتی ہے، وہ لوگ پورا سال انتظار کرتے رہے اور ہم نے آج تک ایک گلی، ایک نالی، ایک water supply، ایک چیز ہم نے بنوا کر نہیں دی۔ کیونکہ میرا بدلہ لوکل گورنمنٹ کے منسٹر سے تھا۔ مجھے بدلہ لینا ہے منسٹر ایجوکیشن سے، مَیں نے ایجوکیشن کو تباہ کر دیا، revenge لینے کے اور کئی طریقے ہوتے ہیں، اپنے عوام کو اِس طرح خوار کرنے سے جناب چیئرمین ہم اِس طرح اپنے آپ کو سُرخرو یا ہم اپنے آپ کو بالاتر نہ سمجھیں۔ بدلہ لینے کے اور بہت سے ذریعے ہیں، لیکن یہ اسمبلی فلور بدلے لینے کے لیے نہیں ہوتے، آپ ایک Executive ہو، آپ پورے بلوچستان کے Executive ہیں، اِس وقت اگر آپ چیئر کر رہے ہیں تو نا آپ اپوزیشن کے ہیں نا آپ گورنمنٹ کے ہیں، آپ ہم سب کے لیے قابلِ احترام ہیں، آپ ہم سب کو equal رکھ کر دیکھتے ہیں تو اِسی طرح ہمارے جو Executives ہیں جو ہمارے صوبے کے Executives ہیں اُن سے بھی مَیں بار ہا یہ request کروں گی کہ وہ سب کو equal لے کر چلیں۔ development صرف چار گراؤنڈز کھڑے کرنے سے ایک روڈ کو ڈبل کرنے سے نہیں ہوتی development تب ہوگی جب آپ اپنے لوگوں کو change کریں گے۔ جب آپ gross-root level تک جائیں گے، مَیں ایک عوامی ورکر ہوں، ایک Political Activist ہوں، ایک educationist ہوں۔ مَیں صرف یہ نہیں کہوں گی کہ شکیلہ نے بلوچستان پورے بلوچستان کی مٹی مَیں نے چھانی ہے، مَیں نے صرف یہ نہیں کہ مَیں صرف کوئٹہ سے یا مَیں direct اپنے گھر سے اُٹھ کر یہاں آئی ہوں۔ پورے بلوچستان کے ایک ایک چپے سے ایک ایک گلی کی حقیقت مَیں آپ کو بتاؤں گی۔ لیکن ترقی ہم تب تک نہیں کریں گے جب تک اپنے gross-root level کو change نہیں کیا۔ آج ہمارے بچے نشے کے عادی ہیں، آج ہم کہتے ہیں کہ ہمارے بچے چور بن گئے ہیں، اُس کی اگر gross-root level تک جا کر ہم دیکھیں کیا ہم نے بلوچستان میں صنعتوں پر کام کیا ہے۔ کیا آج تک ہم نے اُن کے لیے روزگار کے مواقع ڈھونڈے، NO جناب اسپیکر! حکومتیں revenge سے نہیں چلتیں، آپ نے اگر Executive بننا ہے تو You have to think about way forward. کہ آپ نے آگے چل کر کیا کرنا ہے and you have to take all these people in one table. کہ اِن کے علاقے میں کیا مسائل ہیں آپ نے Funds allocate نہیں کرنا آپ ایک روپیہ کسی کو نہ کریں لیکن تجاویز اُن لوگوں کی ہوں جو اُس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو المیہ یہ ہے کہ یہاں کے Ministers جو بیٹھے ہیں اُنہیں بھی اِس دفعہ کا بجٹ کا نہیں پتہ جناب ظہور بلیدی صاحب

یہاں بیٹھے ہیں وہ بھی ہمیں بتائیں گے کہ اُنہوں نے کیا کیا ہے اُنکو تو آج تک میں نے ایک میٹنگ میں بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا جو وزیرِ خزانہ ہے ہمارے اور باقی منسٹرز کو بھی میں نے کبھی نہیں دیکھا meeting میں بیٹھے ہیں اور وہ pre-plannings کررہے ہیں آپ کے planning تب کامیاب ہوگی جب آپ حقیقی نمائندہ کو لیں گے حقیقی نمائندہ کو بیٹھائیں گے وہ بات کریں گے جہاں تک ہم کہتے ہیں کہ ہمارے جو ہیں ہم تو بہت زیادہ بلوچستان secure ہوگیا ہے اب دھماکے نہیں ہورہے ہیں تو ہمارے اِس جیسے جوان کہاں جاتے ہیں؟ ایک حیات کیلئے آواز اُٹھائی ہم رورہے تھے آج ہم فیضان کیلئے رورہے ہیں وہ دن دور نہیں جب ہم اپنے پیاروں کیلئے بھی بیٹھ کر اِسی طرح روئیں گے کیوں کہ جب تک ہم میں احساس پیدا نہیں ہوگا جب تک ہم اپنے لوگوں کو اِنصاف نہیں دے پائیں گے۔ کسی نے کہا ہم نے یہ عید فلسطین کے لوگوں کیلئے رو کے گزاری ہے۔ مَیں کہتی ہوں 28 عیدیں میں نے عید کا پہلا دن missing persons کے کیمپ میں جا کر گزارتی ہوں، 28 عیدیں، کوئی چھوٹی بات نہیں ہے 14 سال سے اِس کیمپ میں ہر عید کے پہلے دن جاتی ہوں جناب اسپیکر! صرف ایک عید رونے کیلئے نہیں ہے لیکن جب تک equity, equality اور آپ کو justice نہیں ملے گا تب تک میں نہیں کہتی کہ عوام کا بھی کوئی اچھا بجٹ بنا پائیں گے یا کبھی ہم ترقی کر پائیں گے۔ thank you جناب اسپیکر!

جناب چیئرمین: شکریہ میڈم۔ جی اکبر مینگل صاحب مختصر کرلیں تھوڑا۔

(اس مرحلہ میں اجلاس کی صدارت سردار بابر موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر نے کی)

میر محمد اکبر مینگل: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! اِنتہائی مشکور ہوں آپ کا کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ سب سے پہلے مَیں قبلہ اول بیت المقدس اور فلسطین کے مسلمان پر ڈھائے جانے والے ظلم کی پُرزور مذمت کرتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ اِس ایوان کی جانب سے تمام مسلم اُمہ اور OIC کو بلایا جائے تاکہ ایک ایسا تعمیری اور حکمت عملی اپنایا جائے تاکہ اِس جنگ کو اُس جارحیت کو اِس ظلم اور بربریت کو فلسطینیوں سے ختم کیا جاسکے اور فلسطین کے نوجوانوں کو بوڑھوں کو بچوں کو بچایا جاسکے اور اُنکی زمین کو تحفظ دیا جاسکے۔ جناب اسپیکر! جیسے کہ دوستوں نے بڑی گہراہی کے ساتھ بڑی روشنی ڈالی بجٹ پر لیکن بدقسمتی سے میں مختصر لفظوں میں کہوں گا کہ یہ جو بجٹ ہے جس کا زیادہ تر حصہ ہم امن وامان پر خرچ کرتے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ وہ پیسہ یا وہ رقم اسکولوں پر خرچ ہوتا وہ رقم ہسپتالوں پر خرچ ہوتا وہ رقم صاف پانی پینے کیلئے خرچ ہوتا لیکن وہ امن وامان پر خرچ ہوتا ہے اور امن وامان کے بارود وہ گولیاں جو خریدی جاتی ہیں وہ پھر ہمارے معصوم نوجوانوں پر فیضان کی شکل

میں اور جو ہے حیات بلوچ کی شکل میں ہمارے ہی نوجوانوں پر استعمال ہوتا ہے چاہیے تو یہ تھا کہ دہشت گردوں پر استعمال ہو جاتا تاکہ امن وامان پر قابو پایا جاسکتا لیکن بدقسمتی سے اِس صوبہ میں death-squads اور بدمعاشوں اور جو دہشت گردوں کو جو فروغ دیا جارہا ہے اِسی PSDP میں یہاں کے نمائندوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے جبکہ دہشت گرد تنظیموں کے سربراہوں کو بہت بڑی اور خطیر رقم دی جاتی ہے اُنکی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِس صوبے میں امن وامان کو صحیح کرنا ہی نہیں ہے۔ حال ہی میں میرے حلقے میں جناب اسپیکر! سارونہ کے علاقہ میں ایک ایسے چور ڈکیت کو support کیا جارہا ہے گورنمنٹ کی طرف سے اداروں کی طرف سے کہ جو اغواء برائے تاوان میں ملوث ہیں جو کراچی ایئرپورٹ جیسے قومی تنصیبات میں ملوث ہیں چوری اور ڈکیتی میں ملوث ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ اُس کو پکڑ کے سزا دی جاتی لیکن آج اُس کی پشت پناہی جارہی ہے اور وہ وہاں کے جو لوگ غریب لوگ جو mining کرتے ہیں روزگار کرتے ہیں جن کو آپ روزگار نہیں دے سکتے ہیں اُنکے گاڑیوں پر firing کرتا ہے وہاں پر ہلاکتیں ہوئیں ہیں اُسی کے ہاتھوں وہاں لوگ زخمی ہوئے ہیں لیکن پھر بھی اُس کی پشت پناہی جاری اور ساری ہے۔ اگر اِس طرح کی پالیسیاں یہاں مرتب کی جائے گی تو میرے خیال میں پھر یہ صوبہ جو ہم سوچ رہے ہیں کہ مل جُل کے اِس کا بجٹ ہونا چاہیے کہ ہمارے لاکھوں کی تعداد میں بچے جو سکول نہیں جاسکتے اُس کی اہم وجوہات کیا ہیں؟ ہم اُن بچوں کو اسکولوں تک پہنچا سکیں ہماری آدھی آبادی سے زیادہ لوگ ہمارے صوبے میں اپنا علاج نہیں کراتے ہیں کہ اپنی زمینیں بیچ کر اپنی چیزیں بیچ کر دوسری شہروں کی طرف رُخ اختیار کرتے ہیں اپنا علاج کرتے ہیں اُس کی وجوہات کیا ہیں آج بلوچستان میں زیرِ زمین پانی کی سطح کافی حد تک نیچے جاچکی ہے جتنے بھی ہمارے water supplies ہیں وہ بند ہو چکے ہیں کہ ہم اُنکو پانی تک supply نہیں کرسکتے ہیں صاف پانی؟ جناب اسپیکر! میرے خیال میں یہ بجٹ جو ہے وہ صرف corruption اور کمیشن کیلئے بنایا جاتا ہے تاکہ وزراء کی جیبیں بھری جاسکیں لیکن یہ صوبے کے عوام کے مفاد میں یہ نہیں بنایا جاتا ہے اِس کے عوام کے مفاد میں بنایا جائے اُن کو صاف پینے کا پانی پہنچایا جاسکے اُنکو ہسپتالوں میں ادویات فراہم کئے جاسکیں وہ بچے جو لاکھوں کی تعداد میں ہیں اُنکو ہسپتالوں وہ جو بچے لاکھوں کی تعداد میں ہیں وہ اسکول نہیں جاسکتے ہیں اُن کو چھت فراہم کیا جاسکے اُنکو اُستاد فراہم کیا جاسکے لیکن بدقسمتی سے اِس بلوچستان میں کبھی بھی منصوبہ بندی کے تحت کوئی بھی بجٹ نہیں بنایا گیا ہے آج بھی بلوچستان میں صرف اِس بنیاد پر بجٹ بنایا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کے اپنے وزراء ہوں اور جو وہ باقی کے ممبران ہو اور جو چھپتے ہیں death-squad کی شکلوں میں اُن کو کس طرح نوازہ جاسکے جناب اسپیکر! اِس وقت اِس صوبے کا سب

سے بڑا ادارا ہے اور یہی ذمہ دار ہیں جو عوام نے اِس کو منتخب کیا ہے اور آپ اِس کے Custodian ہیں فوری طور پر میں سمجھتا ہوں آپ جو ہے 115 a کے تحت اجلاس کو بلائیں اور جو 23 ارکان ہیں اُنکو گورنمنٹ اعتماد میں لے کر اُنکی تجاویز مرتب کی جائیں تا کہ اُنکے حلقے نظر انداز نہ ہو سکے وہ بھی لوگ ہیں اور وہ حلقے بھی پچھلے تین سال سے نظر انداز ہیں تو چاہیئے تو یہ ہے کہ برابری کی بنیاد پر صوبے میں ترقیاتی کام ہوں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ 23 ممبران جو منتخب ہو کے آئیں ہیں جنہیں عوام نے منتخب کیا ہے وہ selected نہیں ہیں لیکن پھر بھی اُنکو نظر انداز کیا جاتا ہے اگر ہمیں نظر انداز کیا گیا ہے تو ہم بھی اپنی پارٹیوں سے صلاح ومشورہ کریں عوامی منتخب نمائندے ہیں ہمارے کم از کم ہم سمجھتے ہیں اِس صوبے میں ایک ایسا احتجاج کریں گے جہاں پہیہ جام ہو جہاں شٹر ڈاؤن ہو اور جہاں جلسے جلوس ہوں مَیں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر! اِس وقت کورونا پورے صوبے میں اپنے آب وتاب سے پھیل رہا ہے پچھلے کچھ دن میں خضدار میں گیا اور DHO سے میں نے رابطہ کیا خضدار کے ہسپتال بھرے پڑے تھے میں نے کہا ''کہ bed؟''۔ کہتا ہے ''کہ patients جو ہیں وہ ventilators کیلئے کہہ رہے ہیں اور ventilator موجود ہے لیکن ventilator چلانے والا کوئی نہیں ہے پورے district خضدار میں، ایک ایسا technician نہیں ہے وہ ventilators چلا سکیں''۔ جناب اسپیکر! مَیں سمجھتا ہوں کہ اِسی کورونا کی وجہ سے 6 ارب روپے صوبائی حکومت نے corruption کی نظر کر دیئے اپنی جیبیں بھری لیکن یہاں پر مریض تڑپتے رہے اور آخر لقمہ اجل بن گئے۔ جناب اسپیکر! میں ایک دفعہ پھر سمجھتا ہوں کہ کرونا کی یہ جو لہر جو ابھی اُبھر رہی ہے یا اِس ملک میں آ رہی ہے اِس صوبے میں داخل ہو رہی ہے ہمارے لوگوں کو کافی جانی نقصانات ہونگے اُس کو مل بیٹھ کے ایسی حکمت عملی اپنانی چاہیئے کہ پچھلی دفعہ کی طرح نہیں ہو جناب اسپیکر! 25 ہزار vaccine اِس وقت پورے ملک میں سب سے زیادہ vaccine کا جو سست رفتار ہے وہ آپ کے صوبے میں ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم بھی دوسرے صوبوں کے برابر اپنے لوگوں کو vaccines فراہم کرتے لیکن ہم نے حکمرانوں کو خوش کرنے کیلئے بڑے صوبوں کو خوش کرنے کیلئے اپنے 25 ہزار vaccines جو ہے اُنکو تحفہ دیا تا کہ وہ خوش ہوں اور ہمارے حکمرانی کا جو طرز ہے وہ چلتا رہے اور وہ طول پکڑتا رہے۔ جناب اسپیکر! مَیں سمجھتا ہوں یہ عوام دُشمن بجٹ ہے بلوچستان دُشمن بجٹ ہے اِس وقت ہماری لاکھوں کی تعداد میں نوجوان جو پڑھے لکھے بھی ہیں یا پڑھے لکھے نہیں ہیں اپنی زمینیں بیچ کر یا اُدھار لیکر گاڑیاں لیں اور border trade کر رہے تھے تیل کا کاروبار کر رہے تھے جناب اسپیکر! اِس وقت پورے borders بند ہیں گوادر سے لیکر تربت پنجگور آپ کا چمن تمام کے تمام حالانکہ یہ کاروبار اتنا آسان نہیں ہے یہ

اپنی جان پر کھیل کر یہ کاروبار کرتے ہیں اگر خُدانخواستہ کوئی نقصان ہوتا ہے اگر کوئی نقصان ہوتا ہے کوئی حادثہ ہوتا ہے تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں کہیں حادثات کی وجہ سے کئی نوجوان مر گئے ہیں لیکن پھر بھی چونکہ بہت بڑی تعداد میں لوگوں کو روزگار فراہم ہو رہا تھا میں سمجھتا ہوں اِس کو فوری طور پر بحال ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کو بجائے اِس کے آپ چند نوکریاں دیتے ہیں جن کے پاس پیسہ نہیں ہوتا وہ سارے کے سارے غریب رہ جاتے ہیں جو بولی لگا سکتے ہیں جو پیسہ دے سکتے ہیں وہ روزگار پر آسکتے ہیں تو border trade کو کھولا جائے تاکہ لوگ اپنا کاروبار کر سکیں۔ جناب اسپیکر! فیضان جٹک کا جو واقعہ ہے ہمارے نوجوان جس کی تصویر یہاں پر پڑی ہوئی ہے مَیں سمجھتا ہوں اِس کیلئے judicial inquiry ہونی چاہیے اور اِس کا باقاعدہ آپ یہاں پر ruling دے دیں تاکہ اِس کے خاندان کے ساتھ انصاف ہو سکے۔ جناب اسپیکر! اِس وقت ہمارے زمینداروں کے فصل تیار ہو رہے تھے جب بھی فصل تیار ہوتی ہے تو QESCO کی طرف سے بجلی بند کی جاتی ہے وہ بڑا طبقہ جو روزگار ا محنت کے بل بوتے پر اپنی محنت روزگار کرتے ہیں تو عین موقع پر ہم کروڑوں کی تعداد میں اُنکو نقصان دیتے ہیں۔ آج وہ سراپا احتجاج ہیں۔ جناب اسپیکر! اسی طرح ہمارے وہ تمام ملازمین جن کو کئی مہینوں سے تنخواہیں نہیں دی جاتی، جن کو ابھی تک permanent نہیں کیا جاتا ہے وہ پریس کلبوں کے سامنے مہینوں کے مہینوں پڑے ہوئے ہیں جب بھی آپ کے اجلاس ہوتے ہیں تو وہ آپ کے گیٹ پر سراپا احتجاج ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے گورنمنٹ کو بیٹھنا چاہیے وہ یہ تمام صوبے کے مسائل کو چاہے وہ ملازمین کے ہیں، چاہے بے روزگاری کے ہیں، چاہے بارڈر ٹریڈ کے ہیں، اور خاص کر منشیات کو پورے صوبے میں عام کیا جا رہا ہے جان بوجھ کر کرتے ہیں تاکہ ہماری آنے والی نسل جو ہے بے کار ہو تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے اور اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ اور جو بھی ادارے چاہے پولیس کی شکل میں یا کسی اور ادارے کے شکل میں drugs میں ملوث ہیں اُن کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ تاکہ یہ ختم ہو سکے۔ جناب اسپیکر اس وقت گوادر کے حوالے سے کہا جا رہا ہے کہ یہ ملک کو اُٹھائے گا کاروبار کے حوالے سے ترقیاتی حوالے سے لیکن گوادر کے اپنے لوگ پینے کے پانی کے لیے ترس رہے ہیں۔ جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ جب لوکل مسائل آپ حل نہیں کریں گے تو International فائدہ آپ نہیں اُٹھا سکیں گے۔ جب تک ہمارے مقامی مسائل جتنے بھی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اُن کو حل ہونا چاہیے۔ جناب اسپیکر پچھلی دفعہ یار محمد گرگناڑی جو وڈھ سے اغواء ہوا، جس کے لیے بی این پی نے ہڑتال کی لیکن آج تک اُس کا FIR نہیں کٹا۔ یہ ایسے زور آور ہیں جن کی پشت پناہی ہمارے اداروں کی طرف سے ہے۔ آج بھی میں نے سارونہ کا واقعہ آپ کو کہا وہاں پر بھی پشت پناہی ہے کہ حالات کو کس طرح

وہاں خراب کیا جائے forces کو کس طرح بھیجا جائے اور اُن کو با قاعدہ کھلا چھوڑا گیا ہے۔ جو با قاعدہ اِن crimes میں ملوث ہیں۔ زمینوں کے قبضوں میں ملوث ہیں،اغوابرائے تاوان کے کیسوں میں ملوث ہیں۔ جو با قاعدہ چوری اور ڈکیتی کے کیسوں میں ملوث ہیں۔ اُنہوں نے ٹرکوں پر فائر کیئے جس سے ایک شخص ہلاک ہوگیا اور تقریباً تین چار اور ٹرکوں پر فائر کیئے جن میں کئی لوگ زخمی ہوئے۔ جناب اسپیکر اگر آپ نے حالات بگاڑنے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک دفعہ پھر پیچھے کی طرف جائیں گے۔ یہ صوبے کا سب سے بڑا ادارہ ہے یہاں پر اجلاس بلانا چاہیے اور اپوزیشن کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ تا کہ اتنے بڑے مسائل جو ہیں اُن پر قابو پایا جا سکے۔ thank you اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ مینگل صاحب۔ جی مکھی شام لال!

مُکھی شام لال: جناب اسپیکر صاحب میں فلسطین کی عوام کے ساتھ جو اسرائیل ظلم کر رہا ہے میں اُس کی پر زور مذمت کرتا ہوں۔ یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے اس دُنیا کے اندر آپ دیکھیں نہتے بچے، نہتی عورتیں، مائیں، بہنیں جس طرح یہ بم گرائے جا رہے ہیں جس طرح یہ آگ کے شعلے جھلک رہے ہیں یہ بہت افسوس ناک بات ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ پوری دُنیا سوئی ہوئی ہے اُس کو کچھ نظر نہیں آرہا ہے جو اس طرح یہ ظلم ہو رہا ہے۔ میں گورنمنٹ آف پاکستان سے یہ request کرتا ہوں کہ یہ زبانی دعوے کرنے سے بجائے کچھ نہ کچھ کوشش کرے تا کہ دُنیا کو اُجاگر کرے اُن کی مدد کے لیے جو کچھ ہو سکے وہ عملی طور پر کرے۔ جہاں تک رہا سوال گورنمنٹ کی کارکردگی کا کورونا کے حوالے سے تو کورونا کے حوالے سے گورنمنٹ بری طرح فیل ہو چکی ہے۔ بالکل فیل نہیں ہوئی ہے بلکہ اِن لوگوں نے اس بہتی گنگا میں مطلب اپنے ہاتھ دھوئے ہیں۔ اربوں روپے کی اِن لوگوں نے کرپشن کی ہے آپ آج بھی دیکھیں ہمارے districts میں یہ ایک ہمارے CM صاحب کا ضلع ہے۔ کوئی testing کا وہاں پر کوئی طریقہ کار نہیں ہے تا کہ test وہاں سے ہوتے اور ٹیسٹ کرنے کے لیے لیبارٹری بھجوائے جاتے ہیں کوئٹہ سے چار چار، چھ چھ دن لوگ وہاں پر انتظار کرتے ہیں کہ کس طرح اُس کا رزلٹ آرہا ہے۔ تو اس قسم کے ہر جگہ پر اِن لوگوں نے کیا کیا ہے۔ یہ تو شکر ہے چائنا کا کہ خیراتی اُن لوگوں نے اِن کو ویکسین دی ہوئی ہے۔ مگر وہ بھی اِن سے لگائے نہیں جاتے ہیں آپ دیکھیں store rooms میں پڑے ہوئے ہیں۔ مگر کم سے کم کوئی پالیسی اِن کے پاس نہیں ہے کوئی طریقہ کار نہیں ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ جن بندوں کے وہاں پر ٹیسٹ ہونگے وہ ٹیسٹ کوئٹہ آئیں گے تو کیا ہوگا اس کے یہ اربوں روپے کہاں چلے گئے۔ تو گورنمنٹ بالکل فیل ہوتی جا رہی ہے۔ بلکہ وہ تو اپنی جیبیں بھرنے میں مصروف ہیں رہا سوال بجٹ کا بجٹ اِن

لوگوں نے یہی کرپشن کے لیے رکھا ہوا ہے پچھلی دفعہ جو بھی بجٹ بنا ہوا ہے جس طرح ہوا ہے اُس میں کافی اپوزیشن کو اُن لوگوں نے مطلب کہ اُن کے حلقوں میں اُنہوں نے کوئی کام نہیں کرائے۔ even ہمارے اقلیتوں کے لیے بھی کام نہیں ہوئے کوئی بھی کام نہیں ہوا۔ ابھی بھی یہ لوگ یہی چاہتے ہیں کہ ہم کم سے کم اس طرح سے بیٹھ کے ایک بنگلے میں ایک آفس میں اپنے طور پر بجٹ بنائیں اور اُس میں کرپشن کا طریقہ کار کریں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جو پچھلے بھی کام ہوئے ہیں کوئی صحیح کام نہیں ہے ایسے بھی میں روڈ آپ کو دکھاؤں گا جہاں پر پہلے بھی روڈ تھے دوبارہ اِن لوگوں نے روڈ بنا کر وہاں پر اُن لوگوں نے عوام کے پیسے ضائع کیے۔ یہ صرف دکھاوا ہے آج بھی ہماری اپوزیشن سے بھی یہ request ہے ہم اس طرح ابھی خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ یہ خالی اسمبلی میں اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں پر ہم آ کے شور مچائیں اور یہ سب چلے جائیں گے بھاگ جائیں گے یا میرے خیال میں 90% سب چھٹیوں پر چلے جائیں گے جب اسمبلی اپنا requisition کرے گی۔ مگر ایسا نہیں ہوگا آج بھی اپوزیشن میں یہ بات ہوئی ہے کہ ابھی ہمیں روڈ پر آنا پڑے گا۔ انشاءاللہ اس بجٹ کے دوران ہماری کوشش ہے کہ ہم پوری public کو یہاں پر mobilize کرینگے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ تو لہذا یہ زیادتی ہے اس قسم کی وہ نہیں ہونی چاہیے۔ ہم ابھی اللہ سے یہ دُعا کرتے ہیں کہ جہانگیر ترین جیسے یہاں پر کوئی نمودار ہو جائے کہ ہماری جان چھوٹے مگر ہم تو بڑی مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یہ سراسر ہمارے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں یعنی ظلم کر رہے ہیں ایسے کہ ہم لوگوں کو انسان ہی نہیں سمجھتے ہیں۔ پیسے عوام کے ہیں ہم لوگ پبلک کی اسکیمیں نہیں دے سکتے ہیں تو یہ کیا ہے۔ تو بہر حال میری آپ کی توسط سے یہ request ہے اِن کو پابند کیا جائے یہ مطلب اپوزیشن سے عوام کی ترقیات کے لیے اسکیمیں دیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ مکھی شام لال۔

محترمہ بشریٰ رند: میں بتانا چاہتی ہوں کہ کووڈ کا ہم کو دکھا دیں کہ کیا سسٹم ہے ہمارے پاس اور دوسرا یہ ایک اور چیز ساری اپوزیشن کو کچھ چیزیں جو میں واضح کرنا چاہ رہی ہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت نے اِن ڈھائی تین سالوں میں کوئی کام نہیں کیا۔ تو اگر اگلے اجلاس میں ہم ایک دن رکھ لیں جس میں ہم تمام جتنے بھی حلقے اور جن جن MPAs کے حلقے اُن میں ہم دکھائیں کہ کہاں کہاں ہم نے کس کس مد میں کیا کیا کام کیے ہیں اور اُن کا یہ گلہ بھی دور ہوگا اُن کا حق بنتا ہے وہ گلہ کریں بالکل کریں لیکن ہمارا فرض بنتا ہے اُن کے یہ جو بھی reservations ہیں اُنہیں ہم دور کریں۔ تو اگر ہم اگلے اجلاس میں ایک دن آپ اس کے لیے رکھ دیں

تا کہ ہم ہر district کے اُوپر بات کریں کہ اِن تین سالوں میں کس district میں کتنا پیسہ خرچ ہوا ہے اور پہلے کس district میں کتنا ہوا کرتا تھا۔تو یہ چیز clear ہونے کی ضرورت ہے۔اور دوسری بات یہ کہ ہم تو کسی پارٹی سے insecure نہیں ہے نہ ہم کبھی کسی پارٹی کا نام لیتے ہیں لیکن الحمداللہ باپ پارٹی ایک نام ہے جسے بار بار یہ لوگ highlight کرتے ہیں جس سے میرے خیال میں یہ لوگ خوف زدہ ہیں future میں بھی مجھے لگتا ہے کہ اِن کو ڈر ہے کہ باپ پارٹی آئے گی۔تو .We are proud to be a part of BAP۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی فلور آغا صاحب کو ملا ہے آغا صاحب بات کرلیں۔مکی صاحب آپ نے اپنی بات کرلی cross talk جو ہے وہ اچھا نہیں رہے گا۔

مُکھی شام لال: جناب اسپیکر میڈم کل پرسوں time رکھے میں اس کو CM کا جہاں پر district ہے وہاں پر لے جاتا ہوں مجھے دکھائے کہ وہاں پر کیا ہے کون سی ventilator ہے کون سے تمہارے پاس کام ہو رہا ہے کتنے لوگ تم نے جمع کیے ہیں۔ یہ باتیں تو میڈم فلور پر بیٹھے باتیں کرنے سے نہیں ہوتا ہے۔ آپ practically ہمیں دکھائیں۔سارے districts کو چھوڑو جو میں نے کہا ہے وہ دکھاؤ مجھے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ویسے تو یہ اچھی بات ہے کہ CM صاحب سارے ضلعوں کو ایک نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ جتنے اور ضلعوں میں کام کر رہے ہیں اپنے ضلع میں بھی ویسا ہی کام کر رہے ہیں۔جی آغا صاحب!

سیّد عزیز اللہ آغا: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ جناب اسپیکر! آپ کا مشکور وممنون ہوں کہ آپ نے مجھے Floor دیا اور اس وقت ایجنڈے پر جو نکات ہے .I will try my best کہ ان نکات کو انتہائی مختصر انداز میں conclude کرسکوں۔ یہاں بجٹ بجٹ کی بڑی صدائیں گشت کر رہی ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارا بجٹ اول تا آخر الفاظ اور ہندسوں کا گورکھ دھندا ہوا کرتا ہے۔الفاظ اور ہندسوں کو اگر آپ بجٹ کا نام دیں گے۔تو پھر خالی کرسیاں ہمیشہ حکومتی ممبران کے منہ چڑھتی رہیں گی۔ جناب اسپیکر اگر ہم گزشتہ دو تین سالوں کا جائزہ لیں تو ہم با آسانی اس نتیجے پہنچ سکتے ہیں۔کہ ہم نے بجٹ کے ذریعے بلوچستان کے عوام کو mis-guide کیا اُن کا معاشی قتل عام کیا اور میں یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اجتماعی طور پر ہمارے بجٹ سے ان دو تین سالوں میں صوبے کو اور صوبے کے عوام کو تو کوئی فائدہ نہ پہنچ سکا۔لیکن بعض لوگوں کے bank balance ضرور بڑھے ہیں۔اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اجتماعی سوچ یا اجتماعی vision سے محروم ہوگئے ہیں۔اور ہم صرف ایک formality پوری کرتے ہیں بجٹ سازی کے دوران بجٹ پیش کرتے وقت جو اصل مسائل ہوتے ہیں ،جو اصل کام ہوتے ہیں ہم اُنہیں ignore کرتے ہیں اُنہیں نظر انداز کرتے ہیں اُنہیں خاطر میں نہیں لاتے

۔لیکن جب بات corruption کی آتی ہے جب بات بدعنوانی کی آتی ہے ۔تو پھر اس میدان میں اُس حمام میں ہم بڑے بڑے لوگوں کو ننگا دیکھتے ہیں ۔ جناب اسپیکر بلوچستان ہر لحاظ سے ہر طریقے سے ایک مالا مال صوبہ قدرت نے بڑی مہربانی کی ہے اس صوبے پر ہمارے پاس معدنیات ہے، ہمارے پاس گیس ہے، ہمارے پاس سونے اور چاندی کے ذخائر ہیں ہمارے پاس سنگ مرمر کے ذخائر ہیں لیکن چونکہ ہمیں صوبے کی فکر نہیں ہے عوام کی فکر نہیں ہے اس لیے بجٹ بناتے وقت بھی بجٹ بنانے سے پہلے بھی اور بجٹ بنانے کے بعد بھی ہم ہمیشہ ایک پسماندہ صوبے کی تصویر پیش کرتے ہیں ۔آپ ہمارے نظام تعلیم کو لے لیجئے آپ education کو لیں education کی کیا صورتحال ہے ہمارے پاس تعلیمی ادارے نہیں ہیں کچھ دن پہلے میں بلوچستان یونیورسٹی گیا ۔وہاں پر VC صاحب سے میری بات ہوئی ہمارے پشین کے طلباء اُن کو رہنے کے لیے ہاسٹل میں جگہ نہیں ہے VC صاحب نے کہا کہ پروفیسرز اور اساتذہ کرام کو salaries کی مد میں ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں ہمارے پاس فنڈ نہیں ہے ہم بلوچستان کی واحد یونیورسٹی کو نہیں چلا سکتے ۔ بلوچستان کی واحد یونیورسٹی وہ ہمارے منہ پر تمانچہ ہے بلوچستان کی واحد یونیورسٹی وہ ویرانی کا منظر پیش کر رہی ہے ۔وہاں کے طلباء ہاسٹل میں رہنے کے لیے ترس رہے ہیں وہاں کے طلباء تعلیمی سلسلے کے لیے ترس رہے ہیں ۔ ہمارے پاس پروفیسرز نہیں ہیں ہمارے پاس academic اسٹاف نہیں ہے ۔ ہمارے پڑھنے کا ماحول نہیں ہے ۔تو جس قوم کے پاس پڑھنے پڑھانے کا ماحول نہ ہو وہ قوم کیا ترقی کرے گی ۔ اُس قوم کو میں سمجھتا ہوں بجٹ پیش کرنے کا حق ہی حاصل نہیں ہے جو قوم 70 سال میں اپنے بچوں کو تعلیمی ماحول نا دے سکے ۔ جو قوم اور جو حکومت جو مشیران جو elders اپنے بچوں کی حالت پر رحم نا کھا سکیں ۔ جو قوم اور جو حکومتیں بچوں کو تعلیم میں ماحول فراہم نا کر سکیں ۔ وہ لوگ حکومت کیا سنبھالیں گے وہ لوگ صوبہ کیا سنبھالیں گے وہ لوگ حکومت کیا کریں گے ۔ وہ لوگ بجٹ کیسے بنائیں گے پھر وہ لوگ بجٹ کو بنانے کے بعد اُس کو utilize کیسے کر سکیں گے ۔ جناب اسپیکر بہت بڑا المیہ ہے بہت بڑی tragedy ہے کہ آج ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ pre-budget seminar ہونے چاہئے pre-budget discussion ہونی چاہئے ۔یہ تو وہ مہذب لوگ کرتے ہیں ۔جن لوگوں کو احساس ہوتا ہے جو لوگ ایسے ایوان کا تقدس اپنا اعزاز سمجھتے ہیں ۔جن لوگوں کی ذہنوں میں ایوان کا وقار ہوتا ہے وہ seminar بھی منعقد کرتے ہیں pre-budget discussions کا انتظام و انصرام بھی کرتے ہیں ۔CM صاحب آئے اور 10 منٹ بیٹھے 10 منٹ بیٹھنے کے بعد جب باتیں تلخ محسوس ہوئیں جب ماحول راس نہ آیا تو اسمبلی چھوڑ کر چلے گئے ۔جس CM میں باتیں برداشت کرنے کا مادہ نہ ہو جو اہم موقع پر جبکہ ہماری اسمبلی اور ہماری حکومت

بجٹ بنانے جارہی ہیں۔ لیکن ہمارا Chief Minister وہ اپوزیشن کی باتوں کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہے تو یہ صوبہ کیسے ترقی کرسکتا ہے۔ یہ صوبہ کیسے آگے جاسکتا ہے ثناء بلوچ صاحب نے اور ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے انتہائی مدلل انداز میں آپ کے سامنے تصویر رکھی۔ آپ کے سامنے arguments رکھے آپ کے سامنے حقائق رکھے ان کو عملی جامہ پہنائیں آیئے ہم عہد کریں آیئے یہ commitment کریں کہ اس صوبے کو ترقی دینا صوبے کو آگے لے جانا صوبے کے عوام کی حالت پر رحم کرنا یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے۔ جناب اسپیکر اس وقت کورونا کا رونا رور ہے ہیں کورونا کو ہم کیسے روک سکتے ہیں۔ جو حکومت اربوں کے حساب سے اپنا بجٹ lapse کرے وہ کورونا کا مقابلہ کیسے کرسکتی ہے۔ وہ قوم وہ حکومت جناب اسپیکر کورونا کی مد میں آنے والی خطیر رقم آپ خود سمجھدار آدمی ہیں آپ کو میں اب کیا بتاؤں کن کن حقائق سے ہم پردہ اٹھائیں کون کون سے حقائق ہم آپ کے سامنے رکھیں۔ جبکہ آپ کو سب کچھ پتہ ہے لیکن سب کچھ پتہ ہونے کے باوجود ہم اُن سب چیزیں پر پاؤں رکھ کر آگے گزرتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ جی کورونا اور کورونا سے ہم ڈریں گے نہیں لڑیں گے ہم کورونا کا یہ کریں گے ہم کورونا کا وہ کریں گے۔ اس حالت میں tragedy پالیسی میں تم کورونا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر بگاڑ رہے ہو تو عوام کا سب کچھ بگاڑ رہے ہو۔ اس لیے جناب اسپیکر کورونا کے پیچھے چھپنے کی کوشش حکومت نہ کرے۔ کورونا اللہ کے فضل سے کچھ نہیں کرسکتا ہمیں اللہ سے امید ہے کہ اللہ پاک اس قوم کو بڑے بڑے بحرانوں سے نکال چکی ہے۔ کورونا کا بحران معمولی بحران ہے انشاء اللہ کورونا ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی حکومتی benches حکومتی اراکین ہوش کے ناخن لے صحیح پالیسی بنائیں strategy بنائیں عوام دریافتی عمل میں شامل ہونے کے مواقع کو ضائع نہ کرے۔ انشاء اللہ العزیز ہم ترقی کے منازل خوش اسلوبی سے طے کرسکتے ہیں۔ اگر ہم serious ہیں اگر ہم سنجیدہ ہیں تو پھر ہمیں سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپوزیشن کی تجاویز کو سنجیدہ لینا ہوگا۔ ورنہ اس بار ہم کسی کو اپنے حقوق بجٹ میں غصب کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اس بار ہم اسمبلی کے فلور پہ بھی لڑیں گے اسمبلی سے باہر بھی لڑیں گے ہم ہر اُس قوت کو چیلنج کریں گے جو ہماری راہ میں بجٹ کے دوران پی ایس ڈی پی میں رکاوٹ جو بھی قوت بنے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔

سیّد عزیز اللہ آغا: ہم طبل جنگ بجا چکے ہیں اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اپنے حقوق سے بجٹ کے دوران محروم نہیں کرسکتی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا جان۔

سیّد عزیز اللہ آغا: اس لیے جناب اسپیکر مجھے بات کر لینے دے کیوں کہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کا ٹائم پورا ہو گیا۔

سیّد عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر آپ ذرا غور فرمائیں کہ صحت کے حوالے سے education کے حوالے سے ہمارے صاف پینے کے حوالے سے ہمارے روڈز ہمارے infrastructure کے حوالے سے کیا صورتحال بنتی جا رہی ہے ہم ان بحرانوں سے دوچار ہیں ہم کن مشکلات سے دوچار ہیں law in order کا مسئلہ درپیش ہے law in order پر ہم بجٹ میں اربوں کے حساب سے پیسہ رکھتے ہیں اربوں کے حساب سے ہم فنڈ ز رکھتے ہیں لیکن نتیجہ صفر، صفر اور صفر اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ سنجیدہ نہیں ہیں اگر حکومتی بینچز حکومتی ارکان ان مسائل کو سنجیدگی سے لیں اگر حکومتی ارکان بجٹ بناتے وقت اپوزیشن کو ان کا اپنا حق جس کا وہ بجا طور پر تقاضہ کرتی ہے جس کا وہ بجا طور پر demand کرتی ہے۔ اپوزیشن کے اراکین اپنی جیبوں کے لئے نہیں اپنی بزنس کے لئے نہیں بلکہ اپنے علاقوں کے لیے لڑ رہے ہیں اور ہمیشہ اسمبلی کے فلور پر مہذب انداز میں مدلل انداز میں آپ کے Good Chair کے سامنے دلیل کی بنیاد پر بات کرتے ہیں جب بات دلیل کی بنیاد پر ہوتی ہے تو اس کو سنجیدگی سے اور serious انداز میں لینا چاہیے لیکن اگر بات مدلل بات مہذب بات شائستہ انداز میں کی جانے والی بات اگر اس کو آپ سنجیدگی سے نہیں لیں گے پھر مسائل پیدا ہوتے رہیں گے اور مسائل پیدا ہونے کے بعد بڑھتے رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آغا صاحب آپ کا ٹائم پورا ہو گیا بس مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

سیّد عزیز اللہ آغا: میں بات کو مختصر کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کوشش نہیں مختصر کر دیں۔

سیّد عزیز اللہ آغا: لیکن کیا کروں مجھے حالات سن کر حالات دیکھ کر حکومتی بینچز ان کا کردار ان کے رویے کو دیکھ کر رونا بھی آ رہا ہے اور ہنسنا بھی آ رہا ہے۔ مجھے پتہ نہیں میں رو لوں یا ہنس لوں، رونے کے بھی اسباب ہیں اور ہنسنے کے بھی اسباب ہیں۔ اب پتہ نہیں رونے کا انتخاب کروں یا ہنسنے کا انتخاب کروں۔ جناب اسپیکر آپ اصرار کر رہے ہیں کہ بات کو مختصر کریں۔ لیکن حالات اجازت نہیں دیتے کہ میں بات کو مختصر کروں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پھر مجھے مائیک بند کرنا پڑے گا۔

سیّد عزیز اللہ آغا: تو اس لیے جناب اسپیکر بجٹ سازی کے دوران حالات کی نزاکت کا احساس کیجئے جو لوگ آج ثناء بلوچ ملک سکندر صاحب اور ملک نصیر شاہوانی اصغر ترین اور احمد نواز بلوچ اور اکبر صاحب کی زبان میں

بہت میٹھے انداز میں بہت اچھے انداز میں بہت شائستہ انداز میں بات کر رہے ہیں۔خدا نہ کرے خدا نہ کرے کل یہی زبانی تیر بن کر آپ لوگوں پر برسیں پھر آپ لوگ نہیں سنبھال سکیں گے۔آپ لوگ نہیں بچ سکو گے،عوامی قوت،عوامی سیلاب،وہ روڈ کے باہر وہ اسمبلی کے باہر حالات میں سمجھتا ہوں بہت نازک صورتحال اختیار کر چکے ہیں بجٹ میں اگر معمولی سی کوتاہی ہوئی پھر اس کا خمیازہ آپ سب حکومتی بینچز پر بیٹھے ہوئے نمائندوں کو بھگتنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا جان جی خلیل جارج

سیّد عزیز اللہ آغا: بہرحال جناب اسپیکر۔۔۔(مداخلت۔شور)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: احمد نواز بلوچ صاحب آپ تشریف رکھیں۔آغا صاحب! آپ کی بات مکمل ہوگئی ہے اس طرح ہوتا نہیں ہے ثناء بلوچ صاحب اس طرح نہیں ہے۔

سیّد عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر اگر بات ختم نہیں ہوگی تو مسئلے بھی ختم نہیں ہونگے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آغا صاحب باتیں تو میرے خیال سے اگلے بجٹ تک بھی آپ لوگوں کی ختم نہیں ہوگی کیوں کہ اسمبلی کا بھی اپنا ایک ٹائم ہوتا ہے تین گھنٹے ٹائم ہوتا ہے۔ابھی تقریباً پونے چار گھنٹے ہو رہے ہیں۔

سیّد عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر! تقاریر ختم ہو سکتے ہیں آپ چھوٹی سی معمولی سی ایک رولنگ دے دیں کیا سپیکر جو معتبر چیئر ہے وہ یہ رولنگ دے دیں کہ اپوزیشن اراکین جو بول رہے ہیں انکے حق اور سچ کی اہم بات کو ختم کر دیتے ہیں بڑی نوازش thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: خلیل جارج صاحب! اصل میں جو نام جس ترتیب سے آئے ہوتے ہیں پھر ایک گورنمنٹ کا ایک اپوزیشن کا ابھی آپ لوگوں نے صدیقی صاحب بات کر لیں آخر میں پھر آپ conclude کر کے بس پھر وہ کر دیں ظہور بلیدی صاحب اپنی بات کر لیں۔اچھا آپ نے ابھی تک نہیں کی۔خلیل جارج صاحب آپ بات کریں،پھر صدیقی صاحب بات کرتے ہیں خلیل بات کر لیں،پھر آپ بات کر لیں۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب اسپیکر! مَیں اپنی گفتگو کا آغاز ایک شعر سے کروں گا:

ے کہ نہ عروج اچھا نہ زوال اچھا
جس حال میں رکھے خدا وہ حال اچھا۔

اگر خدا نے ہمیں یہ موقع عطا کیا ہے کہ ہم حکومت کریں اگر خدا نے یہ موقع عطا کیا ہے کہ اپوزیشن ،اپوزیشن کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ خدا کے فیصلے ہیں انہیں قبول کرنا چاہیے۔جہاں تک جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مگر تین سال ہو گئے ابھی تک یہ لوگ قبول نہیں کر رہے فیصلے۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب اسپیکر! اگلے تین سال بھی قبول نہیں کریں گے جناب اسپیکر یہاں بات ہوئی میرے قائد کے پوسٹروں کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی قائد کوئی وزیر اعلیٰ اچھا کام کرتا ہے تو اگر اس کے پوسٹر لگتے ہیں تو یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ اگر اپوزیشن والے اپنے قائد کی تصویریں لگاتے ہیں وہ بری بات نہیں ہے۔ اگر ہم اچھے کاموں کو اپنے قائد کی تصویریں لگائیں تو یہ بری بات ہو جاتی ہے یہ logic میری سمجھ سے باہر ہے۔ جناب اسپیکر! یہاں پر جمہوریت کو بہت کچھ کہا جاتا ہے، جمہوریت کو کہا جاتا ہے یہ جمہوریت ہی نہیں ہے لیکن جب پی ایس ڈی پی کی بات آتی ہے تو پیٹ میں مروڑ ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ پی ایس ڈی پی کے لیے جمہوریت ہے۔ اور پی ایس ڈی پی نہ ملی تو جمہوریت نہیں۔ یہ کیسا تضاد ہے۔ یہ کھلا تضاد ہے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہی ہے کے آج اس ایوان میں جتنے جوش وخروش سے جتنی پاور سے پی ایس ڈی پی کے لیے بولا گیا ہے اُتنی پاور سے فلسطینیوں کے حق کے لیے نہیں بولا گیا ہے۔ آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہمیں فلسطینیوں کیلئے اظہارِ محبت کرنی ہے تو ہمیں حکومت کا ساتھ دینا پڑے گا ہمیں ایک page پر آ کر ان کے لیے لڑائی لڑنے پڑے گی ان کے لیے آواز بلند کرنا پڑے گی اس کے لئے آواز بلند کرنا نہیں پڑے گی کہ پچھلی پی ایس ڈی پی میں کیا ہوا اِس پی ایس ڈی پی میں کیا ہوا۔ پی ایس ڈی پی میں جتنے کام یہاں گنوائے جا رہے ہیں بلوچستان کی ایسی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ یہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔ آج جناب اسپیکر صاحب سریاب روڈ پر ہم گئے ہم نے لنک روڈ دیکھے، ہم نے سریاب روڈ کو بڑا ہوتے دیکھا۔ ہم نے وہاں پہ سپورٹس کمپلیکس دیکھے ہم نے وہاں hospital دیکھے پورے بلوچستان میں ترقی کا آغاز ہے اور یہ اپوزیشن کے حلقوں کی بات نہیں ہے۔ ہمارا پورا بلوچستان بھائی ہے اس میں اپوزیشن کے حلقے ہوں یا حکومتی حلقے ہوں ہم یکساں ترقی چاہتے ہیں وہ یکساں ترقی صرف اور صرف بلوچستان کی چاہتے ہیں اس میں کوئی بھی ہوا سے ہمیں اس سے غرض نہیں ہے یہاں معذوروں کی بات کی گئی۔ معذوروں کے پاس وہیل چیئر نہیں ہیں۔ آپ کیا بات کرتے ہیں آپ آئیں ہم نے معذوروں کو Honda-70 جو ایک لاکھ سوا لاکھ کی بنی ہے، ہم نے وہ بانٹی ہیں۔ یہ کام ہوتے ہیں۔ یہاں بات کی گئی ہے اقلیتوں کی اقلیتوں کے حقوق نہیں مل رہے ہیں۔ اقلیتوں کو جتنا فنڈز، ابھی بھی ہم نے increase کروایا۔ فنڈ۔ اقلیتیوں کو بھی یکساں حقوق دیئے جا رہے ہیں اگر کسی کو بھی اقلیتوں کے حوالے سے کوئی مشکلات ہیں میرا آفس اور گھر کھلا ہے کسی بھی ٹائم آ کر وہاں مجھ سے بات کر سکتے ہیں۔ آج یہاں فیضان جنگ صاحب کی بات ہوئی ہے آج وزیر اعلیٰ بلوچستان اُنکے گھر گئے ہیں اور اُن کو یقین دہانی کروائی گئی ہے کہ ہم قانونی طور پر اِنکے

ساتھ ہیں اور قانون کے مطابق ہم فیصلہ کریں گے اور قانون کے مطابق ہم اس پر بات کریں گے۔ یہاں جناب اسپیکر لاء اینڈ آرڈر کی بات کی گئی ہے یا ابتر صورتحال کی بات کی گئی ہے۔ میرے پاس جو figures ہیں جناب اسپیکر یہ figures آپ دیکھ لیں کہ 2017ء سے لیکر 2021 تا حال تک ہر شعبہ میں کمی آ گئی ہے۔ مَیں اس معزز ایوان کے سامنے کوئی جھوٹ نہیں بول رہا ہوں یہ میرے پاس کچھ figures ہیں اِن figures کو اگر اپوزیشن چیلنج کرنا چاہتی ہے تو کر دے لیکن یہ figures ہر سال اس میں Agencies کی reports ہیں، پولیس کی reports ہیں لیویز کی reports ہیں تمام رپورٹیں ہیں آج کا بلوچستان کل کے بلوچستان سے بہتر ہے۔ ہاں مَیں ضرور یہ کہتا ہوں کہ یہاں چند افسوسناک واقعات ہوتے رہے ہیں۔ وہ دہشتگردی پوری دنیا کا مسئلہ بنا ہوا تھا۔ اور آپ کو پتہ ہے کہ اس دہشتگردی میں ہم نے کس طرح ffront-line بن کر ملک پاکستان اور بلوچستان نے یہ لڑائی لڑی ہے آج ہماری آنے والی نسلیں اُس کی خوشحالی دیکھیں گے امن کو دیکھیں گے۔ جناب اسپیکر! اگر آپ سمجھتے ہیں مجھے تھوڑا سا ٹائم دیں گے میں یہ تمام figures on the Floor دے سکتا ہوں اگر آپ نہیں چاہیں گے تو مَیں اِن کی کاپیاں دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کاپیاں دے دیں۔ ٹائم نہیں ہے۔ کوشش کریں اپنی تقریر ختم کر دیں آپ۔

جناب خلیل جارج بھٹو: تو جناب اسپیکر میں بات کر رہا تھا کہ بجٹ میں ہر طریقے سے انسان دوست بجٹ ہم ہر سال بناتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے حکومت کرنی ہے۔ اور یہ ہم نے کوئی پہلی حکومت نہیں کرنی ہم سب political لوگ ہیں جتنا ہم کام کریں گے اُتنی ہی ہماری حکومت کی کارکردگی کو چار چاند لگیں گے۔ آج اسی بجٹ کے ذریعے جام کمال خان صاحب نے بلوچستان کو بدل کے رکھ دیا ہے۔ آج سے پہلے جتنی بھی پرانی حکومتیں آئی ہیں میرا خیال ہے کہ میرے اپوزیشن والے بھائیوں کو جو یہ figures دیتے ہیں مجھے پتہ نہیں یہ figures کہاں سے آتے ہیں جب ہم reality میں دیکھتے ہیں اور on ground دیکھتے ہیں کام بھی ہو رہے ہیں سڑکیں بھی بن رہی ہیں۔ تو اِن کو یہ fisgures پتہ نہیں کون دیتا ہے لہٰذا جوان کے ادارے ہیں جوان کو یہ انفارمیشن دیتے ہیں مَیں سمجھتا ہوں کہ اس کو review کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ وہ ان کو دیکھیں۔ ہیلتھ میں بہت کام ہو رہا ہے کورونا کے حوالے سے۔ اگر کسی کو ویکسین نہیں لگی وہ ہم سے رابطہ کریں ویکسین کو اسمبلی میں پہنچا دیں گے اسمبلی میں لگا دیں گے۔ لوگ خود جوق در جوق جا رہے ہیں ویکسین لگوا رہے ہیں اور اگر ہم نے پچیس ہزار ویکسین اپنے بھائیوں کو لاہور والوں کو پنجاب والوں کو دے دی ہیں تو اس میں کوئی بُری بات نہیں ہے وہ بھی ہمارے بھائی ہیں انسانیت کی خدمت جب بلوچستان میں ہو، یا پاکستان کے کسی کونے میں

ہوا اُس میں کوئی برائی نہیں ہے لہٰذا ،میں جناب اسپیکر! اِس فورم کے ذریعے سے معزز ایوان ہے اس دفعہ کے بجٹ میں جس طرح کی اسمبلی میں دھمکیاں دی جا رہی ہیں ابھی تو ہمیں خطرہ ہو رہا ہے جناب اسپیکر کہ جس طرح اپوزیشن کھلے عام دھمکیاں دے رہی ہے ہمیں، کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے لہٰذا جو حکومت کام کر رہی ہوتی ہے اُنہیں ان دھمکیوں کا فرق نہیں ہے ہم نے غریب عوام مظلوم عوام تک جانا ہے ہم نے عوامی مسائل حل کرنے ہیں چاہے وہ اپوزیشن کے ہوں یا حکومت کے ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

جناب خلیل جارج بھٹو: شکریہ جناب اسپیکر صاحب اگر مزید آپ ٹائم دیتے تو اچھا تھا لیکن آپ کا حکم ہے،۔تو شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔جی عبدالواحد صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم بِسمِ اللہِ الرَّحِیم۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں جس کا مفہوم ہے کہ مسلمانوں کی مثال ایک جسم کا ہوتا ہے جس کسی بھی حصے میں کوئی مشکل پیدا ہوتی ہے درد پیدا ہوتی ہے تو پورا جسم بے چین ہوا کرتا ہے۔ آج ہم انتہائی غمگین ہیں کہ جو ظلم فلسطین کے مظلوم مسلمانوں پر ڈھایا جا رہا ہے یقیناً کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں جو اس سے پریشان نہیں ہوا ہو۔ یقیناً آج اس وقت جو ظلم فلسطین کے مسلمانوں پر ڈھایا جا رہا ہے جو ظلم کشمیر کے مسلمانوں پر ڈھایا جا رہا ہے اقوام متحدہ، سلامتی کونسل، OIC، سارے چُپ ہو کر بیٹھے ہیں زیادہ سے زیادہ ایک مذمتی قرارداد تو وہ پاس کر لیتے ہیں لیکن اس سے آگے جا کر کے کسی ظالم کا ہاتھ نہیں روک سکتے ہیں۔ آج اسرائیل کی کوئی 80 لاکھ آبادی وہ پوری ڈیڑھ کروڑ بلکہ ایک ارب اسی کروڑ مسلمانوں پر بھاری ہیں۔لہٰذا یہ بھی ہمیں پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے جس کا مفہوم ہے کہ اسرائیل، یہودی کبھی بھی اپنا حکومت کوئی قائم نہیں کر سکتی جب تک اُسکے پُشت پر کوئی بندے بیٹھے نہیں ہوں۔لہٰذا آج امریکہ ان کی پشت پناہی کر رہی ہے آج مغرب اور یورپ اس مُٹھی بھر انسانوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے اندر اتفاق و اتحاد پیدا کر کے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کریں کشمیر کے مظِلوم مسلمانوں کیلئے آواز بلند کریں۔آج ہمیں تو یہ فخر ہے کہ ہم ایٹمی قوت ہیں۔ہم نیوکلیئر پاور ہیں۔نیوکلیئر پاور کی حیثیت کو دیکھتے ہوئے پاکستان کو چاہیئے کہ وہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی راہنمائی کریں ان کی قیادت کریں۔آج عرب دنیا خاموش بیٹھی ہے۔لہٰذا وہ یہ نہیں سمجھیں کہ جو ظلم فلسطینیوں پر ڈھایا جا رہا ہے میرے خیال میں اس کے فوراً بعد ہمارے سعودی عرب، ہمارے مکہ اور مدینہ یہ بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔لہٰذا

مسلمانوں کو ہوش کے ناخن لینا چاہیئے۔اور اس مسئلے کا فوری کوئی حل نکالا جائے۔ورنہ پھر ہاتھ ملتے رہیں گے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔لہٰذا میں اسرائیل کی اس ظلم و بربریت کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔اور چاہیئے کہ یہ اسمبلی اتفاق سے قرارداد پاس کردے اور ہماری وفاقی حکومت اس کا فوری نوٹس لے اور مسلمانوں کی دادرسی کریں۔ جہاں تک آج اس ریکوزٹ اجلاس کا مطلب و مقصد تھا اپوزیشن نے دوسال انتہائی تحمل کے ساتھ اس حکومت کو کام کرنے کے لئے چھوڑا ہے۔کبھی بھی اس اپوزیشن نے مداخلت نہیں کی ہے اور نہ ہی ان کے لئے مسائل بنائے ہیں لیکن ہمیں یہ احساس ہورہا ہے کہ حکومت جو اس وقت ہمارے کمزور ساتھی ہمارے حکمران ہیں یا تو سرے سے وہ اپنا اختیار کوئی رکھتے نہیں ہیں۔اگر ہیں تو میرے خیال میں اپوزیشن نے جس اچھے انداز میں اسمبلی کے فلور پر بلوچستان کے دُور دراز اور backward areas کے تمام مسائل اُن کے سامنے رکھے ہیں۔نہ تو 2019-20 اور 2020-21 میں اُن سفارشات پر حکومت نے عمل کیا ہے۔آج یہاں تک ہم بار بار ان کو سناتے ہیں کہ کم از کم جن لوگوں کو عوام نے منتخب کیا ہوا ہے کم از کم اُن کی جس نے پچیس تیس ہزار پندرہ ہزار ووٹ لیئے ہیں منتخب ہوکر کے یہاں آئے ہیں اُن کو زیادہ پتہ ہوا کرتا ہے کہ ہمارے اس حلقے میں کیا کیا مشکلات ہیں لیکن میں اپنے جارج صاحب کی کہ وہ اس طرح کی منصوبہ بندی کیا کرتے ہیں میرے خیال میں ان لوگوں کو ground-reality کا کوئی علم نہیں۔گر اس رُوٹ لیول پر دیکھا جائے تو میرے خیال میں جو بدتر حالت آج کی اس حکومت نے عوام کی بنائی ہے آج سے پہلے کی حکومت نے اس طرح کی حالت نہیں بنائی تھی۔ نوجوانوں پر روزگار کے دروازے بند کئے ہوئے ہیں۔آئے روز اخبارات میں اشتہارات لگتے ہیں۔ٹیسٹنگ ایجنسیوں کے ذریعے ان لوگوں سے پیسے بٹورے جاتے ہیں لاکھوں، کروڑوں روپے وہ پیسے جمع کرواکے ٹیسٹ ہوجاتے ہیں۔لیکن پھر اُسکے دوسال بعد بھی رزلٹ out نہیں ہوتا ہے۔اور بعد میں اس کو کینسل کیا جاتا ہے اشتہارات لگائے جاتے ہیں بچے کاغذات جمع کرواکے فیس جمع کرتے ہیں لیکن چار پانچ مہینے کے بعد اس کو واپس کینسل کیا جاتا ہے تو نوجوان پر روزگار کے دروازے بند کئے جاتے ہیں پھر آپ کا معاشرہ اس سوسائٹی میں ظاہر ہے کہ پھر امن وامان قائم نہیں رہ سکتا ہیلتھ کی پوزیشن آپ دیکھ لیں پتہ نہیں وہ کہاں سے figures لیکے آجاتے ہیں موسیٰ خیل کو چھوڑ دو توبہ کاکڑی کو چھوڑ و، تربت کو چھوڑ و صرف ایک صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں یہاں کے غلط figures بتائے جاتے ہیں کہ یہ کیا ہے ہم نے وہ کیا ہے آپ کے سریاب روڈ کی بینظیر ہسپتال دس سال سے بند پڑا ہوا ہے اس حکومت کو اللہ نے یہ توفیق نہیں دی کہ بلڈنگ بنی ہوئی ہے سب کچھ ہے صرف اس کو فنکشنل کرنے کے لئے ان کو مہلت نہیں ملتی ابھی یہاں کہا جاتا ہے کہ ہم نے سریاب روڈ بنادیا ہے عالمو چوک

بنادیا ہے یہ 2010ء سے پہلے کا ہے جو کوئٹہ پیکیج کے پیسے آئے تھے اس کے پیسے خرچ کروار ہے ہیں اس حکومت کا ان سے کیا تعلق ہے وہ تو کوئٹہ پیکیج جو ہمارے فیڈرل حکومت نے کوئٹہ پیکیج کے لئے پیسے دیئے تھے اُنہی پیسوں سے یہ سب کچھ ہورہا ہے۔ آج یہ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ جب بجٹ آتا ہے تو آپ بے چین ہوجاتے ہیں آپ پریشان ہوجاتے ہیں لیکن اندر کی خبر ہے اس بجٹ کی تیاری میں ہمارے اپنے دوستوں سے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ کہ ہمارے بلیدی صاحب جو کہ وزیرخزانہ ہیں۔ ہم سنتے ہیں کہ بجٹ اجلاس C.M.ہاؤس میں جاری ہے اس شریف آدمی اس بیچاروں کو اس اجلاس میں بھی شریک نہیں کرواتے۔ کیا مطلب، ہم اسکا لے لیں کہ کیا یہ بجٹ منتخب نمائندوں کا تیار کیا ہوا ہے کیا یہ بجٹ جو ہمارے ایوان اقتدار میں بیٹھے ساتھی ہیں ان لوگوں کا تیار کردہ بجٹ ہے۔؟ نہیں یہ بالکل ہم نہیں مانتے ہیں 19-2018 کی پورا بجٹ آپ دیکھ لیں بجٹ پاس ہوا لیکن سوائے اس کے کہ وہ 30 اور 37 ارب روپے جو خلائی مخلوق لیکے گئے ہیں۔ کیا عوامی مفاد کے کسی ایک منصوبے پر وہ پیسے خرچ ہوئے ہیں۔؟ آج جو ہمارے ہر چوک پر عسکری پلازے بن رہے ہیں کن پیسوں سے بن رہے ہیں آج ہمارے نواں کلی میں جو ایف سی ہاسٹلز، کالونیاں بن رہی ہیں یہ پیسے کہاں سے لائے ہیں لہذا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کے کسی بجٹ میں ہمارے ان نمائندوں کو right نہیں دیا گیا ہے ورنہ وہ یہاں یہ غلط figures نہیں بتاتے بجٹ کہیں اور تیار ہوتا ہے ان بیچاروں سے صرف سائن لیے جاتے ہیں لہذا ہم یہ سمجھتے ہیں ہم اس کو یہ بات بتاتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم وزارتیں کرچکے ہیں وزارتوں کا ہمیں کوئی شوق نہیں یہ پیسے بلوچستان کے غریب عوام کے ہیں لہذا آج اس قحط سالی کے دور میں لوگ پانی کے ایک قطرے کو ترس رہے ہیں۔ آپ پشین جا کے سوائے اس کے کہ لوگ پینے کے لئے صاف پانی چاہ رہے ہیں ہم اس کو مہیا نہیں کرسکتے روڈ تو دور کی بات ہے اس ایجوکیشن کی پوزیشن آپ دیکھ لیں۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صدیقی صاحب تھوڑا مختصر کردیں آپ کا ٹائم ختم ہوگیا ہے۔

جناب عبدالواحد صدیقی: دوسال سے ہمارے تمام اسکولز بند ہیں کیا پوری دنیا میں ایجوکیشن بچوں پر بند کی ہوئی ہے یا کہ صرف ہم لاک ڈاؤن کے ذریعے بس یہ مسئلہ ہم نکال لیتے ہیں کہ اسکول بند کردو بچوں کو اسکول نہیں بھیجیں بچے بچ جائینگے ہمارے بچے دوسال سے تین سال سے سفر کررہے ہیں کیونکہ ان دوسالوں میں یہ وباء پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے کسی بھی مذاہب ملک میں کوئی تعلیمی ادارہ بند نہیں ہوا ہے ہمارے دوسال بچوں کے ضائع ہورہے ہیں اسکول بند ہیں وہ چھ ارب روپے جو آپ کو کورنا کے حوالے سے ملے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اذان ہورہی ہے۔

(خاموشی۔اذان عشاء)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: تو جناب اسپیکر صاحب! ایک سنجیدہ حکومت اپنے صوبے کی بہتر مستقبل کے لیے سوچتی ہے لیکن آج ہمارے تعلیمی ادارے دو سال سے بند پڑے ہیں ان لوگوں نے کوئی سنجیدہ پلان تیار نہیں کیا ہے بچوں کا وقت ضائع ہو رہا ہے لیکن ان سے کوئی فارمولہ ان دو سالوں میں تیار نہیں ہو سکا کہ ہم اپنے بچوں کو تعلیم دلاسکیں۔ ہمارے یونیورسٹیز کو فنڈنگ مرکز کی طرف سے ہو رہی ہے وہ فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں کوئی سسٹم نہیں ہے۔ لہٰذا ہم نے انکا کبھی یہ نہیں کہا ہے کہ آپ کو حق حکمرانی نہیں لیکن جو حکومت اس عوام کو ریلیف نہ دے سکے تعلیم نہ دے سکے صحت نہ دے سکے اور تحفظ نہ دے سکے۔ ایک ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے پھر اس کو کوئی حکمرانی کا حق نہیں۔ لہذا ہماری محترمہ کہہ رہی ہیں کہ ہم نے تمام اضلاع میں۔ تمام اضلاع کو ڈیویلپمنٹ میں ہم نے equal رکھا ہے پشین 8 لاکھ یا اس سے کچھ کم کی آبادی کا ضلع ہے اور ژوب ساڑھے تین لاکھ کی آبادی ہے وہاں 9 ارب رکھے جاتے ہیں ضلع پشین کو صرف ایک ارب کوئی 18 کروڑ لیکن وہ بھی اس طرح کہ جو تجاویز ایم پی اے سے مانگے گئے تھے آج تک وہ ریلیز نہیں ہوئے تو ابھی ریلیز کریں لیکن دو تین مہینے ان کے ٹینڈر میں گزرتے ہیں گویا کہ اس سے بھی کٹوتی کر کے 50 کروڑ روپے وہ ثابت نہیں کروا سکتے کہ ضلع پشین میں خرچ کیے گئے ہوں اسی طرح اپوزیشن کے تمام حلقوں کو دیکھا جائے۔ تو اسی طرح ignore رکھا گیا ہے، ہم یہ نہیں کہتے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صدیقی صاحب آپ کا وقت پورا ہو گیا ہے۔

جناب عبدالواحد صدیقی: کہ ہماری تجاویز آپ مان لیں۔ آج بھی منتخب اراکین کو بالائے تاک رکھ کر ان کو پس پشت ڈال کر انتظامیہ وہ تجاویز لیتے ہیں لہذا ان کا یہ رویہ اگر اسی طرح جاری رہتا ہے اگر ان کی یہ روش اسی طرح جاری رہتی ہے تو ظاہر ہے کہ تنگ آمد بہ جنگ آمد۔ پھر آپ یہ گلہ نہ کریں کہ لوگوں کو کیوں آپ لوگوں نے روڈوں پر نکالا ہے راستے کیوں بند کیے ہوئے ہیں پھر یہ تو ہوگا آج ہم نے اجلاس اس لیے بلایا کہ ہمارے حکومتی اراکین ہوش کے ناخن لیں اور اپوزیشن کی ان باتوں کو سنجیدگی سے لیں ورنہ پھر بعد میں یہ گلہ نہ کریں کہ امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے کورونا کے اس ماحول میں آپ یہ سب کچھ کر رہے ہیں ہم مجبور ہیں ہم لوگوں کو بھی روڈوں پر نکالیں گے۔ آپ کے تمام راستے بند کریں گے جب تک آپ ہمارے اضلاع کو ہمارے حلقوں کو equal position نہیں دیں گے تب تک کے لیے ہم حالات کو آگے نہیں جانے دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: اور اس طرح بجٹ آسانی سے پاس بھی نہیں ہوگا اور نہ آپ پیش کرسکیں گے ۔شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ظہور بلیدی صاحب۔کوشش کریں تھوڑی۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں فیضان جتک جو ایک ہمارے نوجوان تھے شہید ہوئے کچھ پولیس اہلکاروں کے ہاتھوں۔اس پر میں انتہائی افسوس کا اظہار کرتا ہوں اور اس گھناؤنی عمل کی مذمت کرتا ہوں اور جو اہلکار ملوث تھے ان کو فوری طور پر گرفتار کرکے ان کے خلاف انکوائری شروع کی اور انشاء اللہ و تعالیٰ وہ اپنے کیفر کردار تک جائیں گے ۔جناب اسپیکر! میں کوشش کروں گا کہ ہمارا ریکوزٹ اجلاس ہے جس میں تقریباً ہمارے ممبران نے بجٹ کے حوالے سے سیر حاصل بحث کی ہے میں اپنی بات مختصر کروں گا اور ان کو تفصیلاً ایک مفصل جواب بھی دوں گا ۔جناب اسپیکر! بجٹ صرف PSDP component کا نام نہیں ہے۔بجٹ good governance کا ایک عنصر ہے ایک جزو ہے، جو اچھی governance ہوتی ہیں اُسمیں ایک اچھا fiscal discipline بھی اس میں شامل ہے۔اُس میں fiscal management بھی شامل ہے اور اس میں fiscal discipline,fiscal management اور budgeting کے حوالے سے جو اس کے عوام پر اثرات ہوں گے جو socio-economic indicators improve ہوں گے تب یہ سمجھا جائیگا کہ صوبے میں جو ہے ایک اچھا بجٹ پیش ہوا ہے حکومت نے دیا ہے اور ایک اچھی گورننس کی یہ عکاسی ہوتی ہے جناب اسپیکر! لیکن یہاں پر جس چیز پر زیادہ زور دیا گیا وہ ڈویلپمنٹ component ہیں وہ ہمارے annual development plan ہیں جس کو ہم PSDP کہتے ہیں۔اگر دیکھا جائے تو بجٹ کی ایک اچھی خاصی component جو ہے وہ تنخواہوں میں جاتی ہے گورنمنٹ مشینری کی جو ہے expenditure پر اچھا خاصہ amount جارہا ہے اسی طرح جو ہماری گورنمنٹ کی initiative ہیں مختلف سیکٹرز میں ۔انہوں نے بھی اچھا خاصہ جو ہے گورنمنٹ نے invest کیا ہے۔PSDP میں بھی اچھا خاصا گورنمنٹ نے invest کیا ہے۔میں اس کی details اس طرح دوں گا کہ ہماری 465 billion کی ٹوٹل بجٹ ہے جس میں 290 billion کی تنخوائیں 108 billion کا جو ہے ہماری PSDP component ہیں جناب اسپیکر! جب یہ حکومت ہمیں ملی اس وقت یہ پی ایس ڈی پی کا بالکل حلیہ بگڑ چکا تھا اس میں ایسے ایسے اسکیمات تھے ایسے ایسے پلان تھے جن کا نہ سر تھا نہ پھیر

تھے حکومت میں آتے ہی اس پی ایس ڈی پی کا جو ہے ناں پوسٹ مارٹم کیا گیا اور جس کا throw-forward کوئی 450 بلین کا تھا اس میں 2000 ایسی اسکیمات تھیں جو کئی سالوں سے چل رہی تھیں لیکن ان کا کوئی affect نہیں تھا ان کو پی ایس ڈی پی میں submit کیا اور اس کا throw-forward جو ہے 450 billion سے کم کر کے 200 billion تک لے آیا اور اس کے بعد جو ہمارا ڈویلپمنٹ پلان تھا اس کو ٹریک پر ڈال دیا۔ جناب اسپیکر! دوسری جو ایک اچھی عنصر ہوتی ہیں اچھے budgeting کی کہ آپ کا جو سپلیمنٹری بجٹ ہے وہ کم سے کم آئے اور پچھلے سال جو ہمارا سپلیمنٹری بجٹ اس اسمبلی میں پیش ہوا تھا وہ کوئی بیس Billion کا تھا اور اس سے پہلے 30 ملین 40 ملین اور اس سے زیادہ بھی ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم نے جو ہے بہتر حکمت عملی سے بہتر fiscal discipline کی وجہ سے ہمارے جو بجٹ component ہیں component PSDP ہیں اس کو ہم نے maximum utilization ensure کیں پچھلے سال جو utilization پی ایس ڈی پی کی مد میں ہوئی جو بجٹ implement ہوا پی ایس ڈی پی کا وہ کوئی 75 Billion کا رہا اور اس سال تقریباً کوئی 70-Billion وہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے جو ہیں مختلف ڈیپارٹمنٹس کو ریلیز کر دی ہیں پی ایس ڈی پی component میں۔ جس میں اگر sectorial-allocation آپ دیکھیں کوئی 23 ارب کے communication sector میں گورنمنٹ نے جو ہے invest کی ہے 12 ارب تقریباً ایجوکیشن سیکٹر میں اور 26 ارب ہیلتھ سیکٹر میں جناب اسپیکر! یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ حکومت نے ان سیکٹر میں بھی investment کی ہیں جو کہ کئی سالوں سے appendant تھے جن کو پوچھا نہیں گیا جس میں sports department ہے جس میں women development department ہے جس میں ہمارا کلچر ڈیپارٹمنٹ ہے جو ڈیپارٹمنٹ برائے نام تو بن چکی تھی لیکن اس پر کوئی investment نہیں تھی اس دفعہ حکومت نے جو ہے ان پر بھی invest کی ہے جناب اسپیکر! اگر آپ دیکھیں ترقی کے ratio کو development ratio کو میں آپ کو 3 اضلاع ایسے بتاتا ہوں جن میں ہمارے اپوزیشن کے ممبران ہیں جو میں نے آج safe system سے نکالیں ہیں جس میں ہمارے بھائی دوست ثناء بلوچ کا ڈسٹرکٹ ہے خاران۔ کوئی ایک ارب 18 کروڑ اس کی جو ہیں development component ہیں جس میں 94 کروڑ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے صرف خاران کے لیے ریلیز کیے ہیں اور اسی confirmation کے لیے فنانس ڈیپارٹمنٹ کے safe system میں جا کر دیکھ لیں وہ confirm ہو جائیگا اسی طرح خضدار کی جو ریلیز ہیں جو ابھی تک ہوئی ہیں وہ

ہیں کوئی 2 ارب 70 کروڑ کی جس میں تینوں ایم پی ایز ہمارے اپوزیشن کے ممبران ہیں- اور پشین کے تقریباً کوئی ایک ارب 28 کروڑ جو ہیں وہ ریلیز ہو چکی ہیں- تو جناب اسپیکر! یہ اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ اپوزیشن کے علاقوں میں گورنمنٹ نے یکساں توجہ دی ہے کیونکہ وہ بھی بلوچستان کا حصہ ہیں اور وہ بھی لوگ ہمارے ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر point of order

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں وہ اپنی بات complete کر لیں

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! اس چیز کی یہاں پر کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے جناب اسپیکر جہاں تک بات اگلے بجٹ کی تیاری کی ہے اور میرے ایک اچھے دوست اپنی تقریر میں کوئی دس منٹ ایک بات کرتے رہے ہیں اور وہ الزام سوشل میڈیا کا سرکار پر لگاتے ہیں آج انھوں نے خود ثابت کر دیا کہ وہ بھی خود twitter کے بڑے fan ہیں جو ایک Tweet پر اتنی لمبی چھوڑی تقریر کر گئے ہیں۔ میں Participatory اور Inclusive-development پر یقین رکھتا ہوں میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوامی نمائندے کی رائے جو ہے وہ سب سے زیادہ معتبر اور مؤثر رہا ہے کیونکہ اس کو Public کا پتہ ہے وہ Public میں رہتا ہے اس کی ضرورتوں کا پتہ ہے اور بلوچستان میں چونکہ محرومیاں بہت زیادہ ہیں وسائل بڑے محدود رہے ہیں اس میں عوامی نمائندوں کو شامل کرنا اور ان کی رائے لینا ان کی مدد سے PSDP بنانا یہ سب سے مؤثر اور بہترین حکمت عملی ہے اور دنیا میں کامیاب ترین جو ہے ایک حکمت عملی ثابت ہوئی ہے جناب اسپیکر پچھلے سال ہمارے معزز اراکین گواہ ہونگے کہ ہم نے ان کے ساتھ بھی مشاورت کی۔ ہم نے ایک seminar-arrange کیا تھا لیکن اس سال چونکہ Covid ہماری مرضی سے نہیں آیا ہے۔ یہ کوئی عالمی وباء ہے۔ پتہ نہیں ہماری گناہوں کا جو ہے اس کا عذاب بھگت رہے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے اس میں آزمائش میں ہمیں ڈال دیا ہے اب اس کی وجہ سے کچھ زمہ داریاں ہم پہ آگئی ہیں کچھ ہماری مجبوریاں ہیں اور بدقسمتی سے ہم یہاں پر صرف Covid سے نہیں لڑ رہے ہیں۔ ہم جہالت سے بھی لڑ رہے ہیں اب میں کیا بات کروں کس طرح quote کروں ''کہ جی یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے''۔ حکومت لاک ڈاؤن کا اعلان کرتی ہے آپ نے تماشہ دیکھا ہوگا مختلف سڑکوں پے۔ تو جناب اسپیکر اس پے میں نہیں جا رہا جہاں پے بات اب کوئٹہ کو لیں کوئٹہ میں ہماری اکثریت ہمارے ایم پی ایز ہیں نمائندگان ہیں۔ وہ اپوزیشن سے ہیں لیکن 28 بلین کا کوئٹہ پیکج ہے بلکہ اس سے زیادہ ہے۔ جس میں سریاب روڈ ہے، پٹیل روڈ ہے سبزل روڈ ہے بادینی لنک روڈ Dual-Carriage-way ہے پرنس روڈ ہے جس میں کچھ

compensation کی وجہ سے جو ہے acquisition land اس پہ کام شروع نہیں ہوا ہے کچھ پے شروع ہو چکا ہے لیکن huge pakage جو اس حکومت نے دیا ہے اور پچھلی گورنمنٹ نے منظور کرائے تھے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا ہے۔ چونکہ یہ ہمارا face ہے۔ اسی طرح جناب اسپیکر جو شیڈول ثناء صاحب نے یہاں پے پڑھا تھا۔ اس شیڈول کے مطابق ہم نے consultative session بھی کیا تھا BUITEM's میں بھی جا کے گئے ہیں بلوچستان یونیورسٹی میں جا کے گئے ہیں اور مزید ہم اپنے ممبران کے ساتھ نشست کرینگے اور ان کی بھی تجاویز لیں گے ان کی بھی جو رائے ہوگی جو بلوچستان کے مفادات میں ہونگے ان کو ضرور ہم بجٹ کا حصہ بنائیں گے اور ان کو ترجیح دینگے اور انشاء اللہ ہماری کوشش ہے کہ چونکہ پچھلے دو اچھے بجٹ ہم نے دیئے ہیں اور جس کا ہمارے لوگوں اور ہمارے ایم پی ایز نے privately دی ہیں لیکن اسمبلی میں چونکہ لوگوں کو بتانا ہوتا ہے۔ کاش Privately کہتے ، اسمبلی میں کہتے تو اچھا ہوتا تاکہ لوگ بھی ان کو appreciate کرتے کہ واقعی جو ہے کچھ نہ کچھ ہوا ہے تو میں ان کو assure کرواتا ہوں کہ ہم ان کے تجاویز لیں گے انشاء اللہ ابھی چیزیں final نہیں ہوئے ہیں۔ اور اس دفعہ بلوچستان حکومت واحد حکومت ہے فیڈریشن کے پاس کہ اس نے Public Finance Management کی بات کی ہے جبکہ پہلے مشہور تھا کہ لوگ جو ہیں USB کے ذریعے PSDP بنا دیتے تھے۔ کہیں USB اسکیمات آتی تھیں جن کی نہ feasiblity ہوتی تھی نہ کوئی اور ہوتا تھا۔ اب اس دفعہ ہم نے یہ make sure کیا ہے ہم نے اسمبلی سے Act پاس کرایا ہے۔ کہ جو بھی اسکیم PSDP کا حصہ بنے گا وہ ایک process کے تحت آئے گا اس کی feasibilty ہوگی paper concept approve ہوگا pc-I بنے گا اس کی باقاعدہ منظوری ہوگی پھر وہ جا کے وہ بجٹ کا حصہ ہوگا پھر وہ جا کے Public Sector Development پروگرام کا حصہ ہوگا تو وہ تقریباً آخری مراحل میں ہے اور ہم جو ہیں مختلف ڈیپارٹمنٹ سے ہم نے Priority اسکیمات لے لی ہیں کہ جہاں جہاں سیکٹرز میں ایسی اسکیمات ہیں جن کو کرنا ضروری ہے، وہ آ گئی ہیں۔ سیکٹر ایلوکیشن وہ بھی ہم ترتیب دے رہے ہیں۔ وہ بھی انشاء اللہ جلد اس کی شکل فائنل ہو جائے گی۔ اور میں اپنے معزز اراکین کو یہ باور کراؤں گا کہ انشاء اللہ وتعالیٰ اُن کی جو اچھی تجاویز ہونگے اُن کو بھی بجٹ کا حصہ بنائیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ بلیدی صاحب۔ اب مَیں Prorogation Order پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In excercise of the powers conferred on me by clause 3 of

Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, I, Mir Abdul Quddus Bezinjo, Speaker, Provincial Assembly of Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Wednesday, the 19th May, 2021.

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 09 بجکر 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆